ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

20

www.tanzeem.org

19 تا 25 شعبان المعظم 1438ھ/16 تا 22 مئی 2017ء

اس شمارے میں

آستین کے سانپ!

دین میں اخلاص کیا ہے؟

مطالعۂ کلامِ اقبال

ڈان لیکس ......معاملہ کیا ہے؟

کشتۂ افرنگیاں ......

خطبات نبویؐ کی روشنی میں استقبال رمضان

علاقائی اجتماع حلقہ لاہور

ایمان اور توکل

ایمان کا سب سے بڑا ثمرہ توکل ہے، یہ یقین کہ میرے لیے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ کی توفیق شامل نہ ہو۔ اقامتِ دین کی جدوجہد کی راہ میں قدم بڑھانے والوں میں یہ وصف ہونا ضروری ہے۔ اگر اپنی ذہانت، اپنی فطانت، اپنی صلاحیت، اپنی منصوبہ بندی، اپنے زورِ بازو پر تکیہ ہے تو سمجھ لیجئے کہ قدم رکھنے سے پہلے ہی ناکام ہوگئے۔ اپنی قوت کی نفی کرنا یہ ہوگا کہ میرے کئے کچھ نہیں ہوسکتا۔ میں تو اللہ کی توفیق، اللہ کی تائید، اللہ کی نصرت کے بھروسا پر اس راہ میں قدم رکھ رہا ہوں۔ توکل اُسی کی ذات پر ہے، اپنی ذات پر نہیں، اپنے علم پر نہیں، اپنے فہم پر نہیں، اپنی محنت پر نہیں، اپنی مشقت پر نہیں، اپنی کوشش پر نہیں۔ کسی شے پر کوئی بھروسا نہ ہو، صرف اللہ پر یقین ہو۔ توکل کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک کسی کام کے لیے تمام مادی اسباب ہونے کے باوجود بھی آپ کو یہ یقین نہ ہو کہ ان سے کچھ نہ ہوگا، بلکہ یقین یہ ہو کہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔ دیا سلائی آپ کے پاس ہے اور سوکھا کاغذ بھی ہے، آپ جانتے ہیں کہ دنیا کا جو قانونِ طبعی ہے اور جو مادی اسباب ہیں وہ رکاوٹ نہیں بن سکتے، آپ ماچس سے کاغذ جلا سکتے ہیں، لیکن پھر بھی آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ میں نہیں جلا سکتا اگر اللہ نہ چاہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو دیا سلائی کے بغیر بھی کاغذ جل جائے گا۔ یہ یقین اگر نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے۔ پھر تو ایمان ہے مادی اسباب و وسائل پر جن پر آپ کا اعتماد، تکیہ اور توکل ہے۔ اگر مادی اسباب و وسائل پر آپ کو بھروسا اور توکل ہے تو درحقیقت آپ مؤمن بالمادہ ہیں۔ آپ کا ایمان ہے مادہ پر اور مادی، عادی اور طبعی قوانین پر۔ جب کہ توحید یہ ہے کہ ”اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (کوئی کارساز نہیں) لہٰذا اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسا کریں۔“

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

الھدیٰ (755)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 8 تا 11

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّ قَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡکِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ
ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ وَّ قَدۡ خَلَقۡتُکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ تَکُ شَیۡئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ
النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡہِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُکۡرَۃً وَّ عَشِیًّا ۝

آیت ۸ ﴿قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ﴾ ”اُس نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے ہاں بیٹا کیسے ہو جائے گا“

یہ وہی بات ہے جو حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہم سورۂ آل عمران (آیت ۴۰) میں بھی پڑھ چکے ہیں۔

﴿وَّ کَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّ قَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡکِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾﴾ ”جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں پہنچ چکا ہوں بڑھاپے کے باعث سوکھ جانے کی حالت کو!“

یعنی بڑھاپے کی وجہ سے میرے جسم میں حیات کے سارے سوتے خشک ہو چکے ہیں۔

آیت ۹ ﴿قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ﴾ ”فرمایا: ایسے ہی ہوگا! تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے“

﴿وَّ قَدۡ خَلَقۡتُکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ تَکُ شَیۡئًا ﴿۹﴾﴾ ”اور تمہیں بھی تو میں نے پیدا کیا اس سے پہلے جبکہ تم کچھ بھی نہیں تھے۔“

آیت ۱۰ ﴿قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ﴾ ”عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔“

﴿قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾﴾ ”فرمایا: تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم گفتگو نہیں کر سکو گے لوگوں سے تین راتیں متواتر۔“

گویا بطور نشانی اللہ تعالیٰ نے تین دنوں تک حضرت زکریاؑ کی قوتِ گویائی سلب کر لی۔ سورۂ آلِ عمران (آیت ۴۱) میں اس مضمون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: ﴿قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ﴾ یعنی آپؑ تین دن تک لوگوں سے گفتگو نہیں کر سکو گے مگر اشاروں کنایوں میں۔

آیت ۱۱ ﴿فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ﴾ ”پھر وہ حجرے سے نکل کر اپنی قوم کی طرف آیا“

اپنی عبادت، راز و نیاز اور مناجات کے بعد حضرت زکریاؑ اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے لوگوں کی طرف آئے۔

﴿فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡہِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُکۡرَۃً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾﴾ ”اور انہیں اشارے سے کہا کہ تم لوگ تسبیح بیان کرو صبح و شام۔“

آپؑ نے لوگوں کو اشاروں کنایوں سے سمجھایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت اہم فیصلہ ہونے جا رہا ہے، لہٰذا تم لوگ صبح و شام کثرت سے اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے رہو۔

فرمان نبویؐ

جنت میں داخلے سے روکنے والی چیزیں

عَنۡ ثَوۡبَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

((مَنۡ مَاتَ وَ ہُوَ بَرِیۡءٌ مِنۡ ثَلٰثٍ اَلۡکِبۡرِ وَالۡغُلُوۡلِ وَالدَّیۡنِ دَخَلَ الۡجَنَّۃَ۔)) (رواہ الترمذی)

”حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (یعنی بندہ مومن) تین باتوں سے بری ہوا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ تکبر سے، خیانت سے اور مقروض ہونے سے“۔

واقعتاً یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں مختلف مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے بہت وعید سنائی۔ تکبر تو وہ بیماری ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تکبر یہ ہے کہ حق کو جھٹلایا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔ خیانت کے بارے میں بھی اتنی سخت وعید ہے کہ ایک موقع پر مالِ غنیمت سے کوئی معمولی چیز چھپانے پر آپؐ نے ایک مسلمان کے بارے میں دوزخ کی وعید سنائی۔ جبکہ قرض کے بارے میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ شہید فی سبیل اللہ کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

اللہ تعالیٰ ہر بندہ مومن کو ان تین برائیوں سے بچائے۔ (آمین)

ادا ریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آستین کے سانپ!

اس وقت پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدیں دشمنوں کی زبردست یلغار کی زد میں ہیں۔ ہماری جغرافیائی سرحد کا حقیقی اور ازلی دشمن بھارت ہے۔ ہمیں بھارت کی اس دشمنی پر تشویش یقیناً رہی ہے لیکن یہ دشمنی کبھی ہمارے لیے دکھ اور افسوس کا باعث نہیں بنی۔ اس لیے کہ بھارت میں اکثریت اسلام دشمن ہندو مشرکین کی ہے اور وہی بھارت میں حکمران ہیں۔ اسلام کی روح توحید ہے جبکہ شرک اسلام کی ضد ہے۔ تاریخی لحاظ سے شرک اور اسلام کی جنگ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے جاری ہے اور شاید قیامت تک جاری رہے گی۔ پھر یہ کہ بھارت کا ہندو ہندوستان کے بارے میں یہ تصور رکھتا ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کے لیے ہے، ہندوستان میں جو غیر ہندو ہیں ان کا ہندوستان پر کوئی حق نہیں۔ بھارت سیکولرازم کا جھوٹا دعوے دار رہا ہے۔ آج جب وہاں کھلم کھلا انتہا پسند ہندو کی حکومت قائم ہوئی ہے تو اس نے خود ہی اپنے چہرے سے سیکولرازم کا نقاب نوچ کر پھینک دیا ہے اور یہ بات سامنے لائی جا رہی ہے کہ ہندوستان میں رہنے والے غیر ہندو بنیادی طور پر ہندو تھے، کسی زمانے میں ان کا مذہب تبدیل کیا گیا تھا لہٰذا وہ اپنے اصلی پیدائشی مذہب کی طرف واپس آئیں۔ یعنی دوبارہ ہندو ہونے کا اعلان کریں۔ آج کل وہاں یہ نعرہ لگ رہا ہے ’’واپس آؤ اپنے مذہب میں واپس آؤ‘‘۔ اور لوگوں کو لالچ دینے کے لیے ایک بڑی رقم کا اعلان بھی کیا گیا ہے جو واپس آئے گا اسے یہ رقم ملے گی۔ لہٰذا ہندو تصور کے مطابق تو بھارت کی دھرتی ماتا کو کاٹ کر پاکستان بنا دینا گناہِ عظیم کا ارتکاب تھا۔ لہٰذا جب وجہ دشمنی ہی پاکستان کا وجود ہے تو وہ اِس دشمنی کو پاکستان کو مٹائے بغیر کیسے ختم کر دیں۔ ہم بھارت سے دشمنی کے قطعی طور پر قائل نہیں اور اس دشمنی کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن ایسے نظریہ کے حامل ملک سے دوستی کیسے کر لیں جو ہمارے وجود ہی کو تنازعہ کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ اس دوستی کا یکطرفہ ڈھونگ رچانا انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔

اس پس منظر میں بھارت کے ہماری جغرافیائی سرحد پر حملے، اس کی ہمارے خلاف سازشیں اور ہمیں دنیا میں تنہا کرنے کی کوششیں ہمارے لیے باعث تشویش ہیں لیکن باعث دکھ اور افسوس ہرگز نہیں کہ ہم اس محدود بلکہ مفلوج ذہنیت کی حامل قوم سے اور کیا توقع کریں۔ البتہ ہمیں افغانستان کی طرف سے پاکستان کی جغرافیائی حدود پر حملہ اور معصوم شہریوں کو شہید کرنے پر شدید دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ایران نے جو پاکستان کی جغرافیائی حدود کو پامال کرنے کی بات کی ہے وہ بھی انتہائی قابل افسوس ہے۔ اس کے لیے ہمیں ان سے بات کرنا ہوگی، بہر حال وہ اسلامی ممالک ہیں۔ ہمیں ہمیں اپنے اندر جھانک کر بھی دیکھنا ہوگا کہ کہیں ہم کسی غلطی یا زیادتی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ یہاں پھر بھارت کا ذکر ناگزیر ہوگا کیونکہ چانکیائی فلسفہ کے تحت بھارت ہمسایہ سے دشمنی اور ہمسائے کے ہمسائے سے دوستی رکھنے کا قائل ہے۔ لہٰذا یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ان دونوں مسلم ممالک کو بھارت گمراہ تو نہیں کر رہا؟ ہمیں بھارت کی پیدا کردہ غلط فہمیاں دور کرنا ہوں گی۔ جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ افغان عوام کے پاکستان کے ساتھ کبھی بھی تعلقات کشیدہ نہیں رہے۔ البتہ افغانستان کا حکمران طبقہ روزِ اوّل سے بھارت کے ہاتھوں میں کھیلتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان دنیا کا واحد ملک تھا جس نے پاکستان کی اقوام متحدہ میں شمولیت کی مخالفت کی تھی۔ البتہ جن افغان طالبان کو نشانہ بنانا سیکولر ہی نہیں ہمارے اچھے بھلے سمجھ دار پاکستانیوں کا بھی وطیرہ ہے اُن کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جب انتہائی قلیل عرصہ کے لیے افغان طالبان کی افغانستان میں حکومت قائم ہوئی تھی تب افغانستان اور پاکستان میں حکومتی سطح پر بھی بہترین

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 شعبان المعظم 1438ھ جلد 26
16 تا 22 مئی 2017ء شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تعلقات قائم ہوئے تھے اور سرحدوں پر کشیدگی پیدا کرنے والا ایک واقعہ بھی رونما نہیں ہوا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان اس وقت ایک آزاد ملک نہیں ہے۔ امریکہ نے وہاں غاصبانہ قبضہ کر کے افغانستان پر مقامی لوگوں کا ایک ایسا ٹولہ مسلط کر دیا ہے جن کا دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں، وہ دین بیزار لوگ ہیں جو دنیوی دولت اور اقتدار کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا بھارت انہیں پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ یہ ٹولہ امریکی اور بھارتی مہروں کے طور پر کام کر رہا ہے حالانکہ دینی بھائی ہونے کے علاوہ افغانستان کے لیے پاکستان سے اچھے تعلقات رکھنا اہل افغانستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ افغانستان ایک landlocked ملک ہے۔ یعنی اسے کوئی سمندر نہیں لگتا۔ افغانستان اپنی تجارت پاکستان کے راستے کرتا ہے۔ پاکستان اگر سرحدیں بند کر دے تو افغانستان کا زندہ رہنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ افغانستان کی اکثریتی آبادی کے دلوں پر افغان طالبان راج کر رہے ہیں۔ وہ افغانستان کے بہت سے حصہ پر قابض بھی ہیں، آج اگر امریکی افغانستان سے نکل جائیں تو موجودہ افغان حکومت پکے ہوئے پھل کی طرح افغان طالبان کی گود میں گر پڑے گی۔ افغان حکمران جو امریکی ایجنٹ کا رول ادا کر رہے ہیں انہیں سمجھنا چاہیے کہ کب تک امریکی انہیں سہارا دیں گے اور ہندو بنیے کی جیب پر اگر زیادہ بوجھ پڑا تو وہ بھاگنے میں دیر نہیں لگائے گا۔ لہٰذا اس کام میں کیوں پڑتے ہیں جس پر انہیں کل پچھتانا پڑے۔

ایران سے ہمارے تعلقات شروع سے انتہائی قابل رشک تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر غیر ریاستی عناصر پاکستان کی طرف سے ایرانی بھائیوں پر دہشت گردی کے مرتکب ہوئے ہیں تو ہماری سیاسی اور عسکری قیادت کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے اور اگر شکایت درست ہے تو ذمہ داران کو سخت ترین اور عبرتناک سزا دینا چاہیے تاکہ آئندہ کوئی گروہ دو برادر ممالک میں کشیدگی پیدا کرنے کا باعث نہ بنے۔ ایران کو بھارت کی اصلیت کو سمجھنا چاہیے۔ چاہ بہار کے حوالے سے اور ایرانی تیل بڑی تعداد میں خریدنے کے لیے ہندو بنیے کے وعدوں کا کیا ہوا؟ اس قوم سے ایرانی کیا مالی فوائد حاصل کر سکیں گے جو شروع سے چمڑی جائے دمڑی نہ جائے کے اصول پر چلتی ہے۔ بہرحال پاکستانی قیادت کو بھی تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے ایران سے معاملات کو طے کر لینا چاہیے۔

جہاں تک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آوروں کا تعلق ہے یہ ہیں حقیقت میں آستین کے وہ سانپ جو پاکستان کو اندر سے ڈس رہے ہیں۔ ان کی یاوہ گوئیوں بلکہ بے ہودہ گوئیوں کی وجہ سے ہمیں خدشہ ہے کہ ان کا زہر قومی جسد کے رنگ ہی کو سیاہ نہ کر ڈالے۔ پہلے اسلام اور پاکستان کے تعلق کے حوالہ سے سرخ دانشور طرح طرح کی بولیاں بولتے تھے اب سیاست دان بھی بولنے لگے ہیں۔ وزیراعظم پاکستان کے بعد اب گورنر سندھ نے ایک حقیقی درباری کا رول ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ قائداعظم نے مسجد اور مندر کا ذکر اکٹھا کیا تھا اور وہ لبرل پاکستان کے قائل تھے۔ اب اس پر تبصرہ ان کی اپنی جماعت کے سینئر رکن اسمبلی اور وزیر کی زبان میں کرنا پڑے گا ''کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے'' حقیقت یہ ہے کہ جب انسان سے شرم جاتی رہے تو پھر وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ قائداعظم کی جس 11 اگست کی تقریر کا یہ حوالہ دیتے ہیں، برطانوی نژاد مسلمان انگریز سلینہ کریم کی تحقیق کے مطابق اس میں ایک لفظ Creed کو اس انداز میں استعمال کیا گیا کہ پڑھنے والا اسے religion کے معنی میں لے۔ لفظ sect کو مکمل طور پر religion سے بدل دیا۔ جس سے زمین و آسمان کا فرق واقع ہو گیا۔ پھر یہ کہ اگر 11 اگست 1947ء کو قائداعظم نے سیکولر پاکستان کا تصور دیا (یاد رہے کہ قائداعظم نے زندگی بھر سیکولرازم کا لفظ زبان سے نہیں نکالا) تھا تو پھر 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم کا یہ کہنا: کیا معنی رکھتا ہے۔

> ''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔''

قائداعظم نے تقسیم ہند سے پہلے ایک سو سے زائد اور تقسیم کے بعد تیرہ ماہ میں چودہ ایسی تقاریر کیں جن سے آسانی سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ پھر پشاور میں بینک کی انتظامیہ سے خطاب کرتے ہوئے مغربی معاشی نظام کو انسانیت کے لیے تباہ کن قرار دیا۔ اور بینکنگ کو اسلامی بنیادیں فراہم کرنے کے کام پر زور دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے اپنے ہاتھوں سے صرف ایک ادارہ قائم کیا اور وہ تھا: Department of Islamic Reconstruction جس کا سربراہ نومسلم علامہ اسد کو بنایا تھا۔ قیام پاکستان کے حوالہ سے مولانا مودودی سے شدید اختلافات ہونے کے باوجود انہیں ریڈیو پاکستان سے اپنے خطبات نشر کرنے کا موقع قائداعظم نے خود فراہم کیا۔ کیا یہ سب کچھ لبرل پاکستان کے لیے تھا؟ ''کوئی شرم ہونی چاہیے کوئی حیا ہونی چاہیے''۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے بیرونی دشمن بھی اور پاکستان کی آستین کے یہ سانپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ عملی طور پر پاکستان اس وقت اسلام سے کوسوں دور ہے اور نفاذِ اسلام کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ لیکن نظریۂ پاکستان کا پاکستان کی بنیاد ہونا ایک ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے جس سے کسی وقت بھی حالات کا پانسا پلٹ سکتا ہے اور پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بن سکتا ہے۔ لہٰذا اس نظریہ کو دفن کر دو تاکہ عیاشیوں اور رنگینیوں کو کوئی خطرہ بھی لاحق نہ رہے۔ اب یہ دو متحارب گروہوں کے مابین ایک کشمکش ہے، ایک جدوجہد ہے۔ اگر دینی جماعتیں انتخابی سیاست اور نظریاتی قلابازیوں میں مصروف رہیں اور یکسو ہو کر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں نہ ہوئیں تو صرف دینی جماعتیں بازی نہیں ہاریں گی، صرف 20 کروڑ پاکستانیوں کا مستقبل تاریک نہیں ہوگا' صرف جنوبی ایشیا سے اسلام کا بوریا بستر ہی لپیٹ نہیں دیا جائے گا' بلکہ اُمت مسلمہ کا عالمی سطح پر وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہٰذا مسلمانانِ پاکستان اور خاص طور پر دینی جماعتیں غور کریں کہ کتنا بوجھ ان کے کندھوں پر ہے؟ کیا روزِ قیامت وہ جواب دے سکیں گے؟ ابھی وقت ہے ابھی پانی سر سے نہیں گزرا۔ دست بستہ عرض ہے، غور فرمائیں اور کرنے کا کام کریں یعنی اقامت دین کی جدوجہد کریں اور اس کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔

دین میں اخلاص کیا ہے؟

سورۃ الاخلاص کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 05 مئی 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الاخلاص کا مطالعہ کریں گے۔ مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کو یہ سورت یاد نہ ہو۔ البتہ ایسے شواہد ملے ہیں کہ ہمارے بڑے بڑے راہنما بعض مواقع پر اِس کی صحیح طرح تلاوت کرنے میں ناکام رہے۔ بہرحال اگر کوئی سورت سب سے زیادہ مسلمانوں نے یاد کی ہے تو وہ سورۃ الاخلاص ہے۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو نماز میں صرف اس سورۃ کی تلاوت کرتی ہے اور کسی سورت کا انہیں پتا ہو یا نہ ہو لیکن سورۃ الاخلاص انہیں معلوم ہے۔ بہرحال بہت عظیم اور نہایت اہم سورت ہے۔ دین میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس کے نام سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اخلاص کا لفظ پوری سورت میں نہیں ہے، قرآن مجید کی ہر سورت کا نام اس سورت کے کسی لفظ سے لیا گیا لیکن یہ واحد سورت ہے جس کا نام خصوصی طور پر اخلاص رکھا گیا۔ اس حوالے سے زیادہ مقبول رائے یہ ہے چونکہ اس سورت میں توحید خالص کا بیان ہے لہٰذا اسی کی نسبت سے اس کا نام اخلاص تجویز ہوا۔ متعدد روایات ایسی ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کا نسب ہمیں بتائیے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (طبرانی) قریش چونکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ شاید اللہ نے بھی کوئی رشتہ داری بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت جو بے شمار کتب حدیث میں نقل ہوئی ہے، میں ابوالعالیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کا نسب ہمیں بتائیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں یہودیوں نے بھی ایسا ہی سوال کیا تھا جس سے بعض لوگوں نے اندازہ لگایا کہ یہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے البتہ یہ سوال بار بار پوچھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سورت پڑھ کر سنائی یہاں تک کہ نجران سے عیسائیوں کا جو وفد آیا تھا انہوں نے بھی اس قسم کا سوال کیا تھا۔ جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الاخلاص انہیں پڑھ کر سنائی۔

مرتب: ابوابراھیم

فضیلت واہمیت:

اس کی فضیلت واہمیت کے متعلق کئی ایک احایث ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۂ مبارکہ کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا۔ مفسرین نے اس کی جو توجیہات پیش کی ہیں ان میں سے ہر ایک ہمارے دل کو لگنے والی ہے۔ اول یہ کہ قرآن مجید جس دین کی دعوت دیتا ہے اس کی بنیاد تین عقیدے ہیں۔ (1) توحید (2) رسالت (3) آخرت۔ ان میں سے توحید کے موضوع پر سورۃ الاخلاص قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے لہٰذا ایک تہائی قرآن کی توجیہ یہ بنتی ہے۔ آیات میں توحید کے موضوع پر قرآن کریم کی جامع ترین آیت آیۃُ الکرسی ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام آیاتِ قرآن کی سردار قرار دیا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس پوری سورت کا موضوع توحید ہے اس کی کتنی اہمیت ہوگی۔ پھر سورۃ الاخلاص میں زیادہ ذکر اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے ہے جبکہ آیت الکرسی میں اللہ کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ یوں تو پورے قرآن کے تانے بانے توحید باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ سے ہی ملتے ہیں۔ جیسے آخرت کا ذکر تقریباً ہر صفحے پر ضرور ملتا ہے اسی طرح کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں توحید باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ کا بیان نہ آیا ہو۔ لیکن جس سورت میں تعین کے ساتھ توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہوا ہے وہ سورۂ اخلاص ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی تعارف کروایا ہے۔ اگرچہ ہمارے دین کے بنیادی عقائد تین ہیں۔ لیکن دین کی اصل اور بنیادی جڑ توحید ہے۔ جب رب کو مانا ہے تو اس کے بعد اللہ نے رسالت اور ہدایت کا سلسلہ جاری کیا ہے اور اس کی بنیاد پر پھر یہ بھی بتایا گیا کہ مرنے کے بعد اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ یعنی ابتدا توحید سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کائنات کی اُلجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کے لیے فلسفی بھی سر مارتے رہے لیکن بہرحال یہ ماننا تو پڑا کہ کہیں سے تو آغاز ہے اور کوئی آغاز کرنے والا ہے۔ چنانچہ اکثر یہ بات مانی گئی ہے کہ وہ واجب الوجود خود اپنی ذات میں قائم ہے، کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ لہٰذا سب سے اہم معاملہ انسان کا یہی ہے کیونکہ عقیدہ ہی بنیاد ہے، باقی ساری چیزیں اس کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ یعنی اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت توحید ہے اور آج کا المیہ یہ ہے کہ اسی سے سب سے زیادہ صرف نظر کیا جا رہا ہے، آج یہ موضوع ہی نہیں سوچنے کا، بلکہ منع کیا جاتا ہے کہ ان مسئلوں میں پڑنے کی اور خواہ مخواہ بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس وقت دنیا میں جو فلسفے زیر بحث ہیں اور جن کو فکر کی معراج کہا جاتا ہے وہ صرف مادہ پرستی تک محدود ہیں۔ Eat, drink and be merry۔ اصل فلسفہ اب یہ ہے، باقی ساری

چیزیں اس کے تابع ہیں۔ چنانچہ سوچ یہ ہے کہ ''توحید جیسے سوالات میں اُلجھنے کی ضرورت ہی نہیں، موت کے بارے میں بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اس کا تذکرہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بس یہ دیکھو کہ ایک ہی موقع تمہیں ملا ہے، اس موقع کو کیسے زیادہ سے زیادہ انجوائے کر سکتے ہو اور اپنا مفاد دیکھو، باقی شریعت کی یہ تمام پابندیاں کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے، فلاں چیز اللہ کے ہاں ناپسند ہے، فلاں سے اللہ ناراض ہوتا ہے، رسول ﷺ نے فلاں سے منع کیا ہے، یہ سب خواہ مخواہ اپنے اُوپر قدغنیں عائد کر لی گئی ہیں''۔

چنانچہ یہ ہے وہ دجالی دور جو تاریخ انسانی کے حوالے سے بدترین دور ہے۔ وہ تو پرانا دور تھا جب فلسفوں میں بھی واجب الوجود کو مانا جاتا تھا اور تسلیم کیا جاتا تھا کہ انسان کا بھی ایک وجود ہے لیکن وہ عارضی ہے، کسی دوسرے کے قائم رکھے۔ چنانچہ سورۃ الاخلاص میں اسی ذات کا تعارف ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱﴾ ''کہہ دیجیے وہ اللہ یکتا ہے۔''

وہ اکیلا اور یکتا جس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہی اکیلا ربّ ہے، کسی دوسرے کا ربوبیت اور اُلوہیت میں کوئی حصہ نہیں۔ وہی تنہا کائنات کا خالق، مالک الملک اور نظامِ عالم کا مدبر و منتظم ہے۔

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲﴾ ''اللہ سب کا مرجع ہے۔''

لفظ صمد عربی زبان میں اس مضبوط چٹان کے لیے استعمال ہوتا ہے جو سمندر میں کھڑی ہو، جو ٹوٹنے والی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی طوفان اسے اپنی جگہ سے ہلا سکتا ہے لہٰذا طوفان میں لوگ اس کا سہارا لیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بھی وہ ذات ہے کہ سب مسائل کے حل کے لیے اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ اپنی جگہ قائم بالذات ہے۔ سب اس کی مدد، اس کے تعاون اور اس کی توفیق کے محتاج ہیں اور اسے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اسی لیے صمد کا عام ترجمہ بے نیاز کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے اوپر کوئی ایسا نہیں جو اس سے پوچھے کہ یہ کام کیوں کیا؟ وہ چاہے تو سب کو فنا کر دے۔ وہ کل اختیار کا مالک ہے۔

﴿فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴﴾ ''تو الٹ دیا ان پر عذاب ان کے رب نے ان کے گناہ کی پاداش میں اور سب کو برابر کر دیا۔''

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵﴾ ''اور وہ اس کے انجام سے نہیں ڈرتا۔'' (الشمس)

قوم ثمود نے جب رسولوں کی نافرمانی کی تو عذاب بھیج کر ان سب کو ملیا میٹ کر دیا۔ اُس کو کوئی پرواہ نہیں اور نہ کسی کا ڈر ہے۔ آج اگر ٹرمپ صاحب بھی کوئی بڑا قدم اُٹھائیں گے تو لوگ سو انگلیاں اُٹھائیں گے کہ اس کو ایسا قدم اُٹھانے کا حق بھی تھا کہ نہیں؟ ٹھیک کیا ہے یا غلط کیا ہے؟ ایک ہی ہستی ہے جو اس سے ماوراء ہے، کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں، وہ جو چاہے کرے۔ پوری پوری قوموں کو اس نے چشم زدن میں تباہ کر دیا، کسی کی مجال ہے کہ اس سے پوچھ بھی سکے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ ہے صمد کہ وہ کل اختیار کا مالک ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳﴾ ''نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔''

ہمارا مشاہدہ چونکہ زمین تک ہی محدود ہے، اس سے آگے اگر گئے بھی ہیں تو کوئی مخلوق ملی ہی نہیں۔ لہٰذا اس مشاہدے کے مطابق کوئی بھی انسان ہو، جانور ہو یا پرند، اس کا لازمی کوئی باپ ہوتا ہے، ماں ہوتی ہے، پھر نسل آگے بڑھتی ہے تو کوئی اس کا بیٹا ہوتا ہے یا بیٹی۔ لیکن اللہ وہ واحد ذات ہے جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ یہ انسان کے اپنے ذہن کی محدودیت ہے کہ وہ اللہ کے بارے میں ایسا سوچتا ہے اور پھر یہی شرک بن جاتا

پریس ریلیز 12 مئی 2017ء

ڈان لیکس پر حکومت اور فوج کی مفاہمت کسی کی فتح یا شکست نہیں ہے
حکومت اور فوج میں کشیدگی کا ختم ہونا اطمینان بخش ہے

جب تک امریکی افواج افغانستان میں موجود ہیں پاک افغان تعلقات کبھی صحیح رخ پر استوار نہیں ہو سکیں گے

بختاور بھٹو کا احترام رمضان کے حوالے سے قانون کی مخالفت درحقیقت لاعلمی کی بنیاد پر ہے

حافظ عاکف سعید

ڈان لیکس پر حکومت اور فوج کی مفاہمت کسی کی فتح یا شکست نہیں ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے وقت میں جب بھارت کنٹرول لائن پر بلا اشتعال سیز فائر کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور چمن بارڈر پر افغانستان اور پاکستان کے مابین سخت کشیدگی پائی جاتی ہے اور ایران کا آرمی چیف بھی پاکستان کے خلاف سخت زبان استعمال کر رہا ہے، حکومت اور فوج میں کشیدگی کا ختم ہونا اطمینان بخش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری عسکری اور سیاسی قیادت کو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب تک امریکی افواج افغانستان میں موجود ہیں، بھارت براستہ افغانستان پاکستان میں دہشت گردی کرواتا رہے گا اور پاک افغان تعلقات کبھی صحیح رخ پر استوار نہیں ہو سکیں گے۔ سابق صدر آصف علی زرداری کی صاحبزادی بختاور بھٹو کا احترام رمضان کے حوالے سے سینٹ کی جانب سے منظور کیے جانے والے قانون کی مخالفت درحقیقت لاعلمی کی بنیاد پر ہے۔ اس قانون کے ذریعے کسی کو روزہ رکھنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا البتہ روزہ نہ رکھنے والے شخص کو کھلم کھلا اور سرعام کھانے پینے سے روکنا مقصود ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے۔ کسی کو اللہ کا بیٹا یا بیٹی قرار دینا بدترین شرک ہے اور یہ شرک کی سب سے گھناؤنی شکل ہے جس پر اللہ کا غضب سب سے زیادہ بھڑکتا ہے۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (اپنے لیے) اولاد اختیار کی ہے۔''

پس منظر میں عیسائی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا اور انہی میں سے ایک وہ بھی ہیں جو حضرت مریمؑ کو بھی تثلیث میں لے آتے ہیں کہ جب son ہے تو فادر بھی ہے، پھر کوئی مدر بھی ہے۔

﴿لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾﴾ ''(دیکھو!) تم یہ ایک بہت بھاری بات لائے ہو۔''

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾﴾ ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑھیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ دھماکے کے ساتھ گر پڑیں۔'' (مریم)

یعنی اتنی سنگین بات تم نے کی ہے جس سے آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اللہ تو یکتا و بے مثال ہے۔ یہ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اللہ کے لیے مثالیں تلاش کر لیتا ہے۔ یہودیوں کے ہاں بھی ایک فرقہ رہا ہے جس نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانا لیکن سب یہودی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔

جس معاشرے میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی اس میں بھی شرک تھا۔ بت پرستی کے پیچھے بھی ایک فلسفہ ہوتا ہے۔ ان کا فلسفہ یہ تھا کہ (1) فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور بیٹیاں اللہ کو بڑی عزیز ہیں۔ (2) قیامت اول تو ہوگی نہیں۔ اگر ہوئی بھی تو ہم اگر اللہ کی بیٹیوں کو راضی کر لیں گے تو وہ ہماری سفارش کر دیں گی اور ہم اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ (3) ہم چونکہ ان (فرشتوں) کو دیکھ نہیں سکتے لہٰذا اُن کے بت بنا کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ انہوں نے ان بتوں کے نام بھی عورتوں والے رکھے ہوئے تھے۔ لات، منات، عزیٰ، ھبل۔ ان کے نام پر نذر و نیاز وغیرہ دیتے تھے، ان کے سامنے جھکتے اور سجدہ کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم تو ان کو خوش کرنے کے لیے یہی کچھ کر سکتے ہیں۔ باقی تفصیلات شیطان ان کے ذہنوں میں ڈال دیتا تھا کہ وہ سفارش کریں گے۔ لیکن اس تو ہم پرستی کی ابتدا اس فلسفے سے ہوئی کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ قرآن مجید میں ایک جگہ عجیب انداز میں سمجھانے کے پیرائے میں اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ ان سے کہیے کہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلا اس کی عبادت کرنے والا میں ہوتا۔'' (الزخرف)

یہ سمجھانے کا ایک انداز تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا۔ لیکن توحید کا مطلب ہی یہی ہے کہ ایک ہی ہستی ہے جس کو رب ماننا پڑے گا، کل اختیار ایک ہی کا ہے۔

﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ﴾ ''اگر ان دونوں (زمین و آسمان) کے اندر اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتے تو لازماً یہ دونوں فساد سے بھر جاتے۔'' (الانبیاء:22)

آج کی دنیا یہی نقشہ پیش کر رہی ہے۔ جو پاور پوٹینشل بن جاتے ہیں وہ دوسروں پر چڑھائی کرتے ہیں۔ آج دنیا میں جتنی بھی ہلاکتیں ہوتی ہیں وہ اسی پاور پوٹینشل کا نتیجہ ہے۔ پچھلی صدی میں دو عظیم جنگوں میں کروڑوں لوگ مارے گئے اور اس کے بعد بھی اب تک جو کچھ ہو رہا ہے، افغانستان، عراق اور شام میں یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا ذرا بھی عقل ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ کائنات میں فائنل اتھارٹی صرف ایک ہی ہے ورنہ کائنات میں ہر وقت دھماکے ہو رہے ہوتے اور تباہی مچی ہوتی۔

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿٤﴾﴾ ''اور کوئی بھی اُس کا کفو نہیں ہے۔''

یہ بھی توحید کا حصہ ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ اکثر الفاظ مشترک ہی ہوتے ہیں۔ اللہ کے لیے ہم نے کوئی الگ Vocabulary نہیں بنائی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ بھی علیم ہے، عالم ہے، جاننے والا ہے، ہمارے ہاں بھی عالم ہیں۔ ساری قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن یہاں دنیا میں انسان کو بھی کچھ قدرت حاصل ہے۔ ہر ایک انسان کو اختیار بھی دیا گیا ہے۔

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿٣﴾﴾ ''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے چاہے ناشکرا ہو کر۔'' (الدھر)

انسان دنیا میں کیا کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ قدیر ہے لیکن انسان بھی کئی چیزوں پر قادر ہے۔ یعنی الفاظ وہی استعمال ہو رہے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جیسی قدرت اللہ کو حاصل ہے ایسی انسان کو بھی ہے، ہرگز نہیں۔ کوئی بھی اللہ کا ہمسر یا ہم پلہ نہیں، کوئی اس کے لیول تک نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا شرک فی الصفات کے حوالے سے یہ بات بھی آ جاتی ہے۔ توحید کی جو ضد ہے وہ شرک ہے اور اگر توحید نہیں ہے تو پھر شرک ہی شرک ہے اور شرک ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بہت وضاحت کے ساتھ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ ''یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے'' ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ﴾ ''اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔'' (النساء:48)

آخرت کے حوالے سے اللہ نے جو نظام بنایا ہے اس میں اللہ نے یہ گنجائش رکھی ہے کہ وہ کسی کو بالکل معاف بھی کر سکتا ہے۔ مگر شرک وہ واحد گناہ ہے جس کو کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا بہت حساس ہونے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ جو شرک خفی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے سیاہ اندھیری رات میں، سیاہ پتھر پر سیاہ چیونٹی رینگ رہی ہو۔ جتنا اس کو دیکھنا مشکل ہے اتنا ہی شرک خفی کو پہچاننا اور اس کا ادراک کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں ہمیں بہت زیادہ حساس ہونا چاہیے۔ کُل علم، کُل اختیار اور تمام صفات میں کامل صرف وہی ایک ذات ہے۔ انبیاء کو بھی غیب کی خبریں دی جاتی تھیں لیکن کل غیب نبیوں کے پاس بھی نہیں تھا۔ کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ مل گیا۔ اللہ نے جس سٹیٹس پر انہیں رکھا ہے اسی مناسبت سے وہ تجربات کرائے گئے۔ جیسے معراج کا جو واقعہ ہے ایسا تجربہ کسی اور نبی یا رسول کو نہیں کرایا گیا۔ اسی طریقے سے علی کل شیء قدیر بس وہی ذات ہے اور کوئی نہیں۔ معاف کرنے کا اختیار بھی اللہ کو ہے۔ یعنی قدرت، علم، حکمت اور دیگر صفات میں کوئی اس کا ہم پلہ اور ہمسر نہیں ہے۔ کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے، نہ اس کی کوئی ضد ہے، نہ اس کے مانند ہے، نہ مثل ہے، نہ مثال ہے، نہ مثیل ہے۔ وہ یکتا ہستی ہے، کسی اور پر اس کو قیاس کیا ہی نہیں جا سکتا ہے۔

چنانچہ یہ ہے وہ اخلاص جو سورۃ الاخلاص کا عنوان ہی نہیں بلکہ اس کا موضوع بھی ہے۔ جو شخص بھی سورۂ اخلاص کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا وہ یقیناً شرک جیسے ناقابل معافی گناہ سے بچ جائے گا اور نتیجہ میں اُخروی فلاح پا جائے گا۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کا یہ خاص موضوع تھا۔ ان کی اس موضوع پر ایک کتاب ''حقیقت و اقسام شرک'' بہت اہم ہے۔ جس کے مطالعہ سے شرک اور خاص طور پر شرک خفی کے حوالے سے کافی مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

10 عرضِ حال مصنّف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ

51 ظلمتم از تابِ حق بیگانہ بود — شامم از نورِ شفق بیگانہ بود

میری تاریکی حق کی روشنی سے ناواقف تھی — میری شام شفق کے نور سے ناواقف تھی

52 ایں تمنا در دلم خوابیدہ ماند — در صدف مثلِ گہر پوشیدہ ماند

(اس کے باوجود) یہ آرزو میرے دل میں سوتی رہی — سیپی میں موتی کی طرح پوشیدہ رہی

53 آخر از پیمانۂ چشمم چکید — در ضمیرِ من نواہا آفرید

بالآخر میری آنکھ کے پیمانے سے ٹپک پڑی — اور میرے ضمیر میں نغمے پیدا کیے

54 اے ز یادِ غیر تو جانم تہی — بر لبش آرم اگر فرماں دہی

اے پاک ذات! تیرے سوا کسی کی یاد سے میری جان خالی ہے اگر اجازت ہو تو یہ آرزو زبان پر لے آؤں

55 زندگی را از عمل ساماں نبود — پس مرا ایں آرزو شایاں نبود

میری زندگی میں عمل کا کوئی سامان نہیں ہے — اس لیے میں اس آرزو کے لائق نہیں ہو

56 شرم از اظہارِ او آید مرا — شفقتِ تو جرأت افزاید مرا

مجھے اس آرزو کے ظاہر کرنے سے شرم آتی ہے — البتہ حضور کی شفقت سے میرا حوصلہ بڑھتا ہے

57 ہست شانِ رحمتت گیتی نواز — آرزو دارم کہ میرم در حجاز

آپ ﷺ کی شان دنیا یعنی زمانے کو نواز دینے والی ہے (یعنی آپ رحمت للعالمین ہیں) میری آرزو یہ ہے کہ میں حجاز میں مروں

58 مسلمے از ماسوا بیگانہ — تا کجا زناری بتخانہ

ایک مسلمان جو (اللہ کے) ماسوا سے بیگانہ ہو — کب تک بت خانے میں زنار باندھے بیٹھا رہے گا

51۔ میرے دماغ میں مغربی افکار کی ظلمت آسمانی ہدایت سے ناواقف تھی گویا مغربی افکار کی تاریکی میں شام کی شفق جتنی بھی میرے لیے کوئی روشنی نہیں تھی۔

52۔ (مغربی افکار کی اس بادیہ پیمائی میں مجھے کوئی روشنی نہ ملی) اس دوران میرے دل (ضمیر) کی آنکھ بھی خوابیدہ رہی اور صدف کے اندر موتی کی طرح پوشیدہ رہی مگر فکری سطح پر اندھیرے میں تلاش حقیقت کی میری جستجو کی گواہ رہی۔

53۔ بالآخر میری آرزو کی بے چارگی نے میرے آنسوؤں کی شکل اختیار کی اور میں نے (اللہ تعالیٰ کے سامنے) خوب آہ و فغاں کی اور یوں میرے ضمیر میں ہدایت کی وہ روشنی پیدا ہوئی کہ مغربی افکار کی ساری ظلمتیں ختم ہوگئیں۔

54۔ اے رحمت ہمہ جہاں! اب میری جان (میرے سارے حواس) آپ ﷺ کی یاد کے علاوہ باقی یادوں سے خالی ہے اجازت ہو تو وہ آرزو اب میں اپنی زبان پر لے آؤں (یعنی بیان کردوں)

55۔ میری زندگی میں عمل کا خانہ خالی ہے اور بے عملی کا بسیرا ہے اور بظاہر میرے پاس ایسی 'بلند مرتبت' آرزو کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ یہ میری حیثیت سے بہت اونچی بات ہے۔

56۔ مجھ جیسے بے عمل انسان کو ایسی آرزو کے اظہار پر شرم آتی ہے لیکن آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی اور رأفت کی شان ہے جو مجھے جرأتِ اظہار پر آمادہ کر رہی ہے۔

57۔ آپ ﷺ کی ذاتِ مقدس ہی ایک منفرد ہستی ہے کہ جس کی رحمت ساری دنیا کو محیط ہے ساری دنیا کے لوگوں کو اور سارا زمانہ بھی نواز دیں تو آپ کے شایانِ شان ہے۔ گویا آپ کی رحمت کی فراوانی کے سبب یہ آرزو زبان پر لا رہا ہوں کہ مجھے حجاز میں موت آئے۔

58۔ ایک ایسا مسلمان ہوں کہ اے رحمت عالم! میں 'ماسوا اللہ' سے بیگانہ ہوں (میری ماسوا اللہ سے کوئی توقعات نہیں) میں کب تک ہند کے دیر میں محفل آرائی کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر مجھے یہاں پیدا کردیا ہے مگر بعد موت تو میری خواہش ہے کہ میں یہاں غلام ہند میں نہ مروں۔

علامہ مرحوم خود بھی اس کے مدعی ہیں کہ ان کے اشعار فکر و پیغامِ قرآنی ہی کی ترجمانی پر مشتمل ہیں اور اس پر انھیں اس درجہ وثوق اور اعتماد ہے کہ انھوں نے 'مثنوی اسرار و رموز' کے آخر میں ''عرضِ حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ'' میں یہاں تک لکھ دیا کہ ....

اشعار 26-28-32 اوپر آ گئے ہیں۔

(علامہ اقبال اور ہم، تالیف: ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

ڈان لیکس پر حکومتی اقدامات یہ ظاہر کرتے ہیں جیسے اس کے دل میں چور ہے۔ سجن جندال سے وزیر اعظم پاکستان کی خفیہ ملاقات سے کشمیریوں کے دل پر کیا گزری ہوگی: ایوب بیگ مرزا

ڈان لیکس کا معاملہ اس لیے ہوا کیونکہ انڈیا انٹرنیشنل فورم پر پاکستان اور پاک آرمی کو بدنام کرنا چاہ رہا تھا: کرنل (ر) زیڈ اے فرخ

احسان اللہ احسان کا اعترافی بیان پاکستان کے موقف کی تائید ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی پڑوسی ممالک کروا رہے ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

ڈان لیکس:... معاملہ کیا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ڈان لیکس کے ذمہ داران کے خلاف ایکشن کے بارے میں نہ آرمی مطمئن ہے نہ وزارتِ داخلہ اور سزا پانے والے بھی الزامات مسترد کر رہے ہیں، معاملہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : ڈان لیکس کے معاملات شروع ہی سے بڑے مشکوک چل رہے ہیں۔ وزیر داخلہ چودھری نثار نے اکتوبر میں کہا تھا کہ ڈان لیکس کی تحقیقات تین چار دنوں میں مکمل ہو جائیں گی اور ساری بات سامنے آ جائے گی۔ لیکن تقریباً 7 ماہ گزر چکے ہیں اور ابھی تحقیقات سامنے نہیں آئیں۔ پہلے جو انکوائری کمیشن بنایا گیا وہ اس وجہ سے متنازع ہو گیا کہ جسٹس صاحب کی بیٹی شریف کمپلیکس میں کام کرتی ہے۔ اب جو رپورٹ پیش کی گئی اس میں خود کہا گیا کہ ہم رپورٹ کے ایک حصے یعنی شق نمبر 18 پر عمل درآمد کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اگر آپ عمل درآمد کر ہی رہے ہیں تو مکمل عمل درآمد کا حکم دیجیے۔ لیکن لگتا ہے کہ حکومت گیلی پچ پر کھیل رہی ہے اور اس نے ایسے اقدامات کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے جیسے کسی کے دل میں چور ہو۔ پہلے نیوز رپورٹر کا نام ای سی ایل میں ڈال دیا۔ پھر فوری طور پر یہ فیصلہ واپس لیا گیا۔ پہلے سارا ملبہ ڈان اخبار پر ڈال دیا گیا پھر وزیر اطلاعات پرویز رشید کو فارغ کر دیا گیا۔ ان تمام اقدامات میں کوئی بات سیدھی نظر نہیں آتی۔ جب انکوائری ہو جاتی اور اس کے نتائج سامنے آ جاتے کہ فلاں فلاں ذمہ دار ہے تو اس کے بعد ذمہ داروں کو فارغ کیا جاتا اور ان کے خلاف مقدمات قائم کیے جاتے۔ لیکن پرویز رشید کو بغیر انکوائری کے ہی فارغ کر دیا گیا۔ اب انکوائری کے نتیجے میں فاطمی صاحب کو فارغ کیا گیا ہے۔ پھر ایک اور بڑی عجیب بات سامنے آئی ہے کہ حکومت کا اپنا وزیر داخلہ کہتا ہے کہ یہ نوٹیفکیشن جاری کرنا وزارت داخلہ کا کام تھا، وزیر اعظم ہاؤس سے کیوں جاری ہوا؟ یعنی کوئی اقدام بھی سلیقے اور قانون کے مطابق نہیں کیا گیا۔ لہٰذا پہلے دن سے ہی اس حوالے سے ہر چیز مشکوک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی سطح پر جو بھی ردعمل سامنے آیا ہے وہ درست ہے کیونکہ جن لوگوں کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا ان کا اس معاملے سے تعلق ہی نہیں ہے۔ پس منظر میں یہ بات نظر آتی ہے کہ نام ہی ان لوگوں کے لیے جائیں جن پر کوئی چیز ثابت ہی نہ ہو سکے اور وہ عدالت سے باعزت بری ہو جائیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ڈان لیکس کے حوالے سے سول ملٹری حالیہ کشیدگی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟ کیا سول ملٹری کشیدگی کے ایسے واقعات دوسرے ممالک میں بھی ہوتے ہے یا یہ صرف پاکستان کا خاصہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : متمدن ممالک، جہاں جمہوریت اور اداروں کو استحکام حاصل ہے وہاں کسی بھی قومی سطح کی میٹنگ کی باتیں امانت تصور ہوتی ہیں۔ اسلام میں بھی ایسی باتیں امانت سمجھی جاتی ہیں۔ کچھ ممالک میں قوانین بنے ہوئے ہیں کہ اتنے عرصہ کے بعد ڈاکومنٹس ڈی کلاسیفائی کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے قبل متمدن ممالک میں ان چیزوں کو ناپسندیدہ اور قومی مفادات کے منافی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان میں اس حوالے سے شعور کی کمی ہے۔ ایک بڑی اعلیٰ سطح کی میٹنگ تھی جس میں آرمی اور حکومت کے صرف خاص خاص لوگ شامل تھے لیکن اس میں جو باتیں ہوئیں وہ اخباروں کی زینت بن گئیں اور جس انداز سے وہ باتیں رپورٹ ہوئیں اس سے لگتا یہی ہے کہ ایسا جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔

سوال: مقصود کیا تھا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ حکومت اور فوج کے عزائم اور مقاصد باہم متصادم ہیں۔ خبر اس انداز سے لیک ہوئی جس سے لگتا تھا کہ سول گورنمنٹ آرمی کے اقدامات سے ناخوش ہے اور حکومت نے ظاہر ہے یہ تسلیم کیا کہ غلطی ہوئی ہے اسی لیے تو انکوائری ہوئی ہے۔ اس ملک میں گزشتہ 70 سالوں میں جتنے بھی کمیشن بنے ہیں ان کی کوئی رپورٹ پبلک نہیں کی گئی۔ دوسرے ممالک میں تیس چالیس سالوں کے بعد رپورٹس ڈی کلاسفائیڈ ہوتی ہیں۔ اب اس کمیشن کی رپورٹ یا تو عوام کے سامنے لائی جاتی کہ فلاں فلاں لوگ ذمہ دار ہیں اور ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ جبکہ یہاں خاموشی سے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اور اس کے تحت وزیر اعظم کے ایک سینئر مشیر اور ایک سینئر بیوروکریٹ کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ آپ کسی قاصد کو بھی بغیر چارج شیٹ کے فارغ نہیں کر سکتے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اصل میں ہمارے ہاں کوئی کام بھی قانونی اصولوں کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ ان کے خلاف ہی ہر کام ہوتا ہے جس سے پھر ٹینشن بڑھتی ہے اور پھر نتیجہ میں مارشل لاء لگتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا : وہ خبر یہ تھی کہ دورانِ میٹنگ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ ہم دہشت گرد پکڑتے ہیں اور فوج چھوڑ دیتی ہے اور فوج دہشت گردوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ ظاہر ہے یہ بالکل وہی الزام ہے جو انڈیا کا آج کل موقف بن چکا ہے۔ اس بات پر آئی ایس آئی کا چیف تلملا اُٹھا اور اس نے جواب میں حکومت کے کرتوت بھی ثبوت کے ساتھ گنوا دیے۔ چونکہ یہ ساری باتیں فوج کے

خلاف جاتی ہیں لہٰذا سو فیصد امکان یہی ہے کہ معاملہ مخالف فریق نے لیک کیا اور خبر بھی ایک ایسے عیسائی رپورٹر کو دی گئی جو دنیا بھر میں فوج اور پاکستان کو بدنام کرنے میں مشہور ہے۔ اس نے اپنے کالم میں وہی ثابت کیا جو انڈیا، اسرائیل اور امریکہ کا پاکستان کے خلاف موقف ہے۔

سوال: پانامہ سے ڈان لیکس کا سفر کیا ظاہر کرتا ہے، کیا حکومت سیاسی خودکشی کا ارادہ رکھتی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ دو مختلف ایشوز ہیں۔ پانامہ لیکس کا تعلق تو وزیراعظم کی فیملی اور ان کی ذات سے ہے اور یہ ملک سے باہر کا واقعہ ہے جبکہ ڈان لیکس کا معاملہ ملکی سلامتی کا ہے اور یہ واقعہ ملک کے اندر ہوا ہے، ہمارے اپنے ملک کے ایک صحافی نے اس کو تشتِ ازبام کیا ہے۔ اس لیے دونوں الگ چیزیں ہیں البتہ یہ حسن اتفاق ہے کہ دونوں کے ساتھ لیکس لگ گیا اور دونوں میں حکومت انوالو ہو گئی۔

سوال: حکومت بے شمار الزامات، تنازعات اور سکینڈلز کی زد میں ہے۔ ان حالات میں اگر حکومت ختم ہوتی ہے تو اس کا سیاسی فائدہ کون اٹھائے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ سیاسی فائدے کی بات نہیں ہے۔ اصل میں بدقسمتی سے ہمارے سیاستدانوں کی اخلاقی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ان کے بارے میں کتابیں چھپ گئی ہیں۔ ہمارے سیاستدانوں میں کوئی بندہ ایسا نہیں رہا جس کے بارے میں ہم کہہ سکیں کہ یہ آدمی اخلاقی لحاظ سے مضبوط کردار کا حامل ہے۔ اب اس حالت میں ایسے اسکینڈلز جنم لیتے ہیں جن کو ہمارا میڈیا فوراً اُچک لیتا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں ملکی مفادات کا تحفظ کرنا اور بھی زیادہ حساس معاملہ بن گیا ہے جس میں تمام اداروں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ظاہری طور پر اس وقت حکومت کے جانے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ اگر پانامہ کا فیصلہ نواز شریف کے حق میں آ گیا تو پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت ختم ہو لیکن اگر فیصلہ ان کے خلاف آیا تو پھر بھی ضروری نہیں کہ حکومت ختم ہو۔ کیونکہ نواز شریف جب 63,62 کے تحت صادق و امین نہیں رہے گا تو اسے پارلیمنٹ سے نکلنا پڑے گا لیکن حکومت تو مسلم لیگ ن ہی کے پاس رہے گی۔ اب ان کی مرضی ہے کہ وہ فوری طور پر الیکشن کا اعلان کر دیں یا اسے 1918ء تک لے جائیں۔

سوال: ڈان لیکس کے حوالے سے سول ملٹری حالیہ کشیدگی کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

کرنل (ر) زیڈ اے فرخ: ڈان لیکس ایک جانا پہچانا کیس ہے اس میں کسی بندے کو کوئی شک نہیں کہ کس نے کیا کیا اور یہ من حیث القوم ہماری اخلاقی کمزوری ہے کہ ہم غلط کو غلط سمجھ کر شرما رہے ہیں۔ اس آرمی کو جو بارہ سال سے خون دے رہی ہے اس کو سویلین کہہ رہے ہیں کہ یا تو آپ دہشت گردوں کے خلاف انٹرنیشنل ایکشن لیں یا Isolation کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہ آرمی کے لیے بڑا دردناک میسج ہے۔ یہ اس لیے ہوا کہ انڈیا انٹرنیشنل فورم پر پاکستان اور پاک آرمی کو بدنام کرنا چاہ رہا تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ آرمی کا معاملہ نہیں تھا بلکہ یہ پوری قوم کا معاملہ تھا۔ لہٰذا قوم کو سیاست اور گروہ بندیوں کو چھوڑ کر ڈان لیکس کے ذمہ داروں کے خلاف کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ لیکن جنہوں نے خون دیا ہوتا ہے ان کو ریاست کا درد بھی زیادہ ہوتا ہے اور قومی مفاد کا تقاضا بھی یہی تھا کہ وہ اس وقت کھڑے ہوتے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ پاکستان آرمی نے اتنی قربانیاں دی ہیں اور الزامات بھی اسی پر لگ رہے ہیں؟ حالانکہ یہ الزامات بھی حکومت کے کھاتے میں جاتے ہیں کیونکہ اس نے ان لوگوں سے تعلقات رکھے ہوئے ہیں جن کی ڈان لیکس میں نشاندہی کی گئی ہے۔ وزیر داخلہ کے پاس وہ ملنے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس پر آرمی نے بالکل درست محسوس کیا کہ اسے کارنر کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس نے نہایت ادب سے اعتراض کیا۔ حالانکہ آفیشل ایکٹ کے تحت آرمی ڈائریکٹ ان لوگوں کو گرفتار کر سکتی ہے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ حکومت پر چھوڑ دیا کہ وہ ایکشن لے۔ لیکن حکومت کبھی ایک پر ڈال رہی ہے کبھی دوسرے پر ڈال رہی ہے لہٰذا آرمی نے اس ساری کارروائی کو مسترد کر دیا ہے۔

سوال: آرمی نے حکومت کے اس اقدام کو جس انداز میں reject کیا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے اس کو پسند نہیں کیا۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

کرنل (ر) زیڈ اے فرخ: پبلک کو میں آج بتاتا ہوں۔ پہلے دن آرمی نے ری جیکٹ کیا، پبلک کو تکلیف ہو گئی لیکن ان کا جو قریبی ترین آدمی تھا (طارق فاطمی) اس نے بھی ریجیکٹ کر دیا۔ اسی طرح راؤ تحسین جو کہ حکومت کا ملازم ہے اس نے بھی ری جیکٹ کر دیا۔ جب یہ سارے ری جیکٹ کرتے ہیں تو ان کسل مندوں کو اس رپورٹ پر شک ہونا چاہیے نہ کہ آرمی پر اُنگلی اُٹھنی چاہیے۔ ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک انگریزی کے پروفیسر تھے۔ ان کی بیٹی کو کسی نے خط لکھ دیا۔ انہوں نے پڑھ لیا اور خط بیٹی کے منہ پر مار کر کہا کہ اس بیوقوف کو گرائمر نہیں آتی Punctuation میں اتنی غلطیاں ہیں۔ یعنی ان کو اس خط میں غلطیاں نظر آ گئیں لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اس میں لکھا کیا ہے۔ ہماری قوم نے بھی یہی کیا۔ یہ نہیں دیکھا کہ اس رپورٹ میں لکھا کیا تھا بس اسی کو پکڑ لیا کہ آرمی کے ردعمل میں Punctuation نہیں تھی۔ اصل میں یہاں کئی سالوں سے آرمی کے خلاف ماحول پیدا کیا گیا ہے، جو پروپیگنڈا چل رہا ہوتا ہے اس میں بھولے لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں اس کشیدگی سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

کرنل (ر) زیڈ اے فرخ: راستہ یہی ہے کہ خدا کے لیے پبلک کو پوری رپورٹ دیں۔ اصل قصور وہاں پر ہوتا ہے کہ آدھی چیز رکھ کر آدھی چیز پیش کی جاتی ہے۔ رپورٹ نہیں چھپائی جا سکتی۔ اتنے دنوں سے عوام بھی اور آرمی بھی انتظار کر رہی تھی تو یہ لوگوں کو کھل کر بتاتے تاکہ پتا چلتا کہ کون غلط ہے؟ آیا یہ لیک ڈاکخانہ سے ہوئی، وزیر اعظم ہاؤس سے ہوئی یا یہ سکیورٹی لیکس تھیں؟ آپ یہ تو نہیں بتاتے کہ کون قصوروار ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی کی قربانی دے دی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آرمی نے ری جیکٹ کیا ہے تو درست کیا ہے۔

سوال: انڈیا کے ایک ٹاپ بزنس مین جندال نے ہمارے وزیراعظم سے ایک خفیہ ملاقات کی ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

کرنل (ر) زیڈ اے فرخ: یہ کوئی پہلی بار تو نہیں ہوا۔ وزیراعظم صاحب کو جب پتا ہے کہ حالات اتنے مخدوش ہیں، ان پر بھی اعتراضات ہیں تو ان کو بھی تھوڑا محتاط رہنا چاہیے۔ جندال کو بلا کر اس کو پروٹوکول دینا کیا ضروری تھا؟ میں حیران ہوں کہ ہم نے سعودی عرب اور ترکی کو اپنے سر پر بٹھایا ہوا ہے۔ لیکن سعودی عرب نے اپنا سب سے بڑا ایوارڈ مودی کو دے دیا اور اب طیب اردگان نے بھی کہہ دیا کہ وہ سلامتی کونسل کی مستقل نشست کے لیے انڈیا کو سپورٹ کرے گا۔ اب اگر انڈیا کو سلامتی کونسل کی مستقل سیٹ مل جاتی ہے تو پھر تو ہماری نسلیں سرنگوں ہو جائیں گی۔ یہ کیوں ہو رہا ہے، اس کا کیا مقصد ہے؟

سوال: اس ملاقات میں ان کے پیش نظر کیا تھا؟ بیک ڈور ڈپلومیسی، ذاتی بزنس، یا کچھ اور؟

کرنل (ر) زیڈ اے فرخ: جو انفارمیشن ہمیں ملی ہے اس کے مطابق تو یہ ذاتی بزنس کا معاملہ تھا جو کہ نہیں ہونا

چاہیے۔ لیکن نواز شریف کہتے ہیں کہ میرا انڈیا کے کسی بزنس مین کے ساتھ بزنس والا تعلق نہیں ہے۔ تو پھر ان کو پتا ہونا چاہیے کہ بیک ڈور ڈپلومیسی ڈائریکٹ نہیں ہوتی، اس کے لیے بھی کوئی گواہ ہوتے ہیں۔ اس میں کسی ادارے کو یہ کہا جاتا ہے کہ چپ کر کے یہ کام کرتے رہو۔ وہ اصل میں گواہی ہوتی ہے کہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا جبکہ یہ ڈائریکٹ ون ٹو ون ملاقات ہے۔ جب اتنی انگلیاں پہلے سے وزیراعظم پر اٹھ رہی ہیں تو ان کو انتہائی محتاط ہونا چاہیے کیونکہ وہ قوم کے رہبر ہیں۔ جسے وزیراعظم بنایا جاتا ہے ہمیں اس کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہییں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو غلط ہے اس کو غلط بھی کہنا چاہیے کہ جناب اپنی یہ درستگیاں کریں۔

سوال: آپ نے کرنل صاحب کی گفتگو سنی، اس پر آپ کیا فرمائیں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے وزیراعظم آئین کے لحاظ سے ہمارے کمانڈر انچیف ہیں۔ ملک کے مفادات کا خیال رکھنا ان کا فرض اولین ہے۔ وہ اس ملک کے تمام رازوں کے بھی امین ہیں اور ملک کے تمام اداروں کو بھی چلانے کے ذمہ دار بھی۔ کوئی ادارہ بھی اگر غلطی کرے گا تو وہ بھی وزیراعظم کی کوتاہی شمار ہوگی۔ ان تمام اداروں کو صحیح رخ پر چلانا ان کی ذمہ داری ہے۔ جیسے کرنل صاحب نے کہا کہ ایک طرف ہم انڈیا سے بیک ڈور ڈپلومیسی کر رہے ہیں اور دوسری طرف انڈیا ہمارے دوست ملک کے صدر کے کہلوا رہا ہے کہ وہ سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت کے لیے انڈیا کی حمایت کرے گا۔

سوال: ترکی نے یہ بھی تو کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو حل کروانے میں ہم مدد کریں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بہت اچھی بات ہے۔ ہم تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایران، سعودی عرب اور ترکی سمیت تمام ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم انڈیا کے ساتھ بھی اچھے تعلقات بنانا چاہتے ہیں لیکن تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ہم پیچھے ہٹتے چلے جائیں اور دوسرا آگے بڑھتا جائے تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں ترکی کی مدد کی پیشکش عقل مندی کی بات ہے۔ لیکن ان حالات میں کہ سرحدوں کی خلاف ورزی کی جا رہی اور انڈیا ایسے سنگین الزامات لگا رہا ہے کہ پاک فوج نے انڈین فوجیوں کے سر کاٹ کر بھیج دیے ہیں۔ اس پس منظر میں ہم بیک ڈور ڈپلومیسی کھلے عام کر رہے ہیں۔ بیک ڈور ڈپلومیسی کے اور چینل ہوتے ہیں۔ جب مذاکرات چل رہے ہوتے ہیں اور جب معاہدہ ہوتا ہے تو اس معاہدہ کو عوام کے سامنے لایا جاتا ہے۔ سربراہ مملکت کی ملاقات تب ہوتی ہے جب مذاکرات کسی نتیجہ پر پہنچنے کے قریب ہوتے ہیں یا درمیان میں کوئی ایسا ایشو آ جائے جس کو حل کرنا مطلوب ہو۔

سوال: وزیراعظم کی جندال کے ساتھ جو ملاقات تھی اس کے پس پردہ مقاصد کیا تھے؟

ایوب بیگ مرزا: اس بارے میں صحیح طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ ون ٹو ون ملاقات تھی۔ اس لیے سارے اندازے ہی ہیں۔ ہمارے ملک میں بڑی آسانی سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں حکومت کے ساتھ فوج جو کرتی ہے کسی اور ملک کی فوج ایسا نہیں کرتی۔ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ کیا دنیا کی کوئی اور حکومت

> کشمیر کے بزرگ راہنما سید علی گیلانی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی سنجیدگی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے مولانا فضل الرحمن کو کشمیر کمیٹی کا چیئرمین بنایا ہوا ہے۔

فوج کو اس طرح بدنام اور ذلیل وخوار کرتی ہے جس طرح پاکستان میں کیا گیا ہے؟ مثال کے طور پر جس وقت ڈان لیکس کا معاملہ سامنے آیا اس وقت ہمارے جنرل صاحب بارڈر پر جا کر انڈیا کے خلاف بیان دے رہے تھے، انڈیا کے کشمیر پر ظلم وستم گنوا رہے ہیں۔ اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں۔

سوال: یہ تو ہمیشہ ہوتا ہے کہ ایک طرف جنگ چل رہی ہوتی ہے اور دوسری طرف مذاکرات کی ٹیبل بھی سجی ہوتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: وہ اس طرح ہوتا ہے کہ اس میں حکومت اور فوج دونوں کی رضامندی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ فوج بارڈر پر کچھ بیان دے رہی ہے اور حکومت کچھ کر رہی ہے۔ دیکھیے! یہ جو جندال سے ملاقات ہوئی ہے اس کی وجہ سے کشمیریوں کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کشمیر کے بزرگ راہنما سید علی گیلانی نے بالکل صحیح کہا ہے کہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی سنجیدگی یہیں سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے مولانا فضل الرحمان کو کشمیر کمیٹی کا چیئرمین بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا احتیاط کرنی چاہیے۔

سوال: پانامہ کیس کے حوالے سے جے آئی ٹی کی تشکیل اور پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے سپریم کورٹ نے تین رکنی سپیشل بینچ تشکیل دیا ہے۔ کیا پانامہ کیس کے حوالے سے معاملات اب صحیح رخ پر جا رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں صحیح رخ پر جا رہے ہیں۔ فیصلہ چاہے جو بھی آئے، چاہے نواز شریف کے خلاف آئے یا ان کے حق میں لیکن سپریم کورٹ اب صحیح لائنوں پر کام کر رہا ہے۔

سوال: کیا وہ رپورٹ وقت پر منظر عام پر آئے گی؟

ایوب بیگ مرزا: وقت پر نہ سہی! لیکن میں سمجھتا ہوں زیادہ delay نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ میڈیا اور تحریک انصاف سر پر ہے اور ایک لحاظ سے ساری دنیا کا میڈیا سر پر ہے۔

سوال: TTP کے ترجمان احسان اللہ احسان نے پاکستان میں جاری دہشت گردی میں انڈیا اور افغانستان کے ملوث ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے اس اعترافی بیان کی کتنی اہمیت ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: احسان اللہ احسان کے بیانات ISPR کے ذریعے سامنے آ رہے ہیں لیکن اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ ان بیانات سے حکومت اور فوج کے اس موقف کو تقویت ملی ہے کہ پاکستان میں جتنی دہشت گردی بھی ہو رہی ہے اس میں ''را''، NDS اور موساد ملوث ہیں۔ اس میں بعض دوسرے ممالک کا بھی نام لیا جا رہا ہے جن کی آشیرباد سے یہ سب ہو رہا ہے۔ احسان اللہ احسان چونکہ ٹی ٹی پی کے ترجمان رہے ہیں اس لیے ان کے بیان میں وزن ہے۔

سوال: جب ٹی ٹی پی اپنی کارروائیوں میں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کر رہی تھی اس وقت احسان اللہ احسان ٹی ٹی پی کے ترجمان کی حیثیت سے یہ ذمہ داری قبول کرتے تھے اور ہمارا میڈیا، حکومت، آئی ایس پی آر سب لوگ اس کو مانتے تھے۔ کیا خیال ہے، اب جو ان کا اعترافی بیان آیا ہے اس کو بھی مان لینا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: حکومت اور عسکری قیادت کے بقول انہوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ان کے بیانات زیادہ معتبر ہو جائیں گے۔ ایک بات کی میں تصحیح کر دوں کہ ہمارے ہاں واقعتاً پہلے ''را'' اور NDS کا نام نہیں لیا جاتا تھا لیکن راحیل شریف کے دور سے ''را'' کا نام بڑا کھلم کھلا لیا گیا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

کشتۂ افرنگیاں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دوخبریں اوپر تلے ہیں۔ ایک جرمنی میں چہرے کے پردے، نقاب پر مکمل پابندی عائد کیا جاتا ہے۔ جس کا اطلاق، فی الحال، سرکاری اداروں میں ہوگا! دوسری خبر پاکستان نرسنگ کونسل کی جانب سے ملک بھر میں نقاب پر پابندی کی تجویز کی تھی۔ جو ردعمل کا انتظار کر کے، پابندی عائد کر دی گئی میں بدل گئی۔ قوم تو لکڑ ہضم پتھر ہضم بن چکی کیونکہ انہیں اپنی ڈال دی گئی ہے۔ یونیفارم تبدیل کرنے کے ارادے کا اظہار بھی ہمراہ ہے۔ جس طرح فضائیہ کے ہسپتال میں مردانہ لباس معمولی ردوبدل کے ساتھ زنانہ عملے پر لاگو ہے شاید اب یہ روشن خیالی سول ہسپتالوں میں بھی مطلوب ہے۔ یوں بھی جب ہیئت بدل دی گئی، مردوزن کا فرق مٹا دیا گیا تو کون کس سے پردہ کرے۔ جب زن ہی مرد ہوگئیں......!(Gender) صنف کے نام پر اس دجالی دور میں کیا کیا طوفان اٹھائے گئے کہ سبھی کچھ گڈ مڈ ہو گیا۔ "Gender Confusion" صنفی ژولیدگی، انتشار کے نتیجے میں انتشار فکری کے رنگ برنگے امراض سر اٹھا رہے ہیں۔ جسے کوئی مرد، عورت سمجھ کر نظر بچالے وہ اصلاً مرد تھا۔ جسے مرد سمجھ کر اطمینان سے دیکھ لے تو یکا یک انکشاف کہ وہ عورت ہے! امریکہ، مغرب نے دنیا میں اور بالخصوص ہم جیسے قرض طلب کشکولیوں پر، جینڈر دھونس مچا رکھی ہے۔ اپنی عورت باہر نکالو...... قرضہ دیں گے (مدد، خیرات نہیں!) سو ہم نے نکال باہر کی۔ آج گھر خالی ہو چکے اور فارسی مثل کے مصداق خالی گھروں میں دیو ناچ رہے ہیں۔ جن بھوت قابض ہو چکے۔ جنہیں پریشانیوں کے مارے نکلوانے جائیں تو الیکشن کمیشن کا گریڈ 19 کا افسر سرگودھا کا جن پیر عبدالوحید چمٹ جاتا ہے! زندگی کے جھنجھٹ ہی سے آزاد کر دیتا ہے۔ اس خبر میں بھی یہی مذکور تھا کہ غیر ملکی ڈونرز کو خوش کرنے کے لیے یہ قدم اٹھایا جا رہا ہے، نقاب نوچنے کا! نرسنگ کونسل پاکستان کو رشک جرمنی بنانا چاہتی ہے؟ دوسری طرف ان کا حال یہ ہے کہ جرمن چانسلر انجیلا مرکل نے سعودی شاہ سے ملنے کے لیے شاہی پروٹوکول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے لباس کی کسمپرسی ڈھانپنے کو عبایا سکارف پہننے سے انکار کر دیا! مسلمانوں کے روحانی مرکز کی روایات کا پاس ولحاظ نہ کیا۔ صحابہؓ، صحابیاتؓ کے ایمان، حیادار تہذیب کی روایات کی امین سرزمین پر۔

ہمارے ہاں ہر نوعیت کی چھوٹی بڑی کرسیوں پر گورے کے غلام بیٹھے ہیں ......؟ نرسنگ کونسل کے ذمہ داران یورپی ہیں یا مسلمان اور کلمہ گو۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے امتی......؟ سورۃ الاحزاب سے شناسائی ہے؟ اللہ کے واضح دوٹوک احکام پڑھنے کا موقع ملا ہے؟ نرسنگ کونسل کی کرسیوں تک پہنچنے میں دنیا کی سینکڑوں نصابی وغیر نصابی کتب پڑھی ہوں گی۔ مالک کائنات، رب العالمین...... جس کے ہم ہیں، جس کے پاس واپس جانا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس کی صرف ایک کتاب ہے قرآن جو نصاب زندگی ہے، فرض ہے۔ جس کی بنیاد پر آخرت کا امتحان ہے۔ کیا آپ نے پڑھا، جانا، سمجھا......؟ جس کی کما حقہ خواندگی کے بغیر مسلمان/انسان حقیقی ناخواندہ اور جاہل رہ جاتا ہے۔ حجاب، نقاب کسی مولوی کا حکم نہیں۔ (جس کی نفرت گورا آقا ہمارے لاشعور اور نصابوں میں، افسری تربیتی اداروں میں بو گیا ہے) قرآن، رب کائنات کا حکم نامہ ہے۔ سو آپ سورۃ نور واحزاب کا بھی بیانیہ بدلنا چاہ رہے ہیں؟ یہ جو دھڑا دھڑ بیانیے بدلے جا رہے ہیں۔ دین کا بازیچۂ اطفال بنا کر ہمہ رنگ چاند ماری (امریکہ یورپ کی طرف داد طلب نظروں اور ڈالر طلب کشکولوں سے دیکھتے) کی جا رہی ہے۔ کیا اس کی قیمت جانتے ہیں؟ **لو کانوا یعلمون**...... کاش! جتنا دنیا اور مال کو جانتے ہیں اتنا اللہ اور آخرت کا پتا ہوتا! بیانیہ بدلنے کا اختیار تو نبی اللہ ﷺ کو بھی نہ تھا۔ اے نبی ﷺ! تمہارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اسے (جوں کا توں) سنا دو کوئی اس کے فرمودات کو بدل دینے کا مجاز نہیں ہے۔ (اور اگر تم کسی کی خاطر اس میں ردوبدل کرو گے تو) اس سے بچ نکلنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے۔ (الکھف:27)، یہ (قرآن) رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اور اگر یہ (نبی ﷺ نے) خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا۔ (الحاقہ:43 تا 47)

قرآن میں ردوبدل......؟ احکام میں من مانی......؟ اس سے زیادہ خوف دلانے والی آیات کوئی نہ ہوں گی۔ شرط بہرحال ایمان ہے۔ سیکولرازم کی مدہوشی سے نکلیے۔ رمضان آ رہا ہے! مت بھولیے...... امتحان کا یہ عرصہ (عمر) گزار کر ہمیں گھر واپس جانا ہے۔ موت سے زندگی شروع ہوگی۔ قبر میں پہلا انٹرویو۔ آخرت میں رب تعالیٰ کے حضور پیشی پر دوسرا انٹرویو۔ کیا تیاری ہے؟ زمینی حقائق کا رونا پیٹنا ڈالے رکھنے والے زیر زمین حقائق سے لاعلم ہیں؟ فرعون سے پوچھ دیکھیں۔ (جس کی فوجی قوت اور اقتدار بے مثل تھا) جسے کوئی زیر نہ کر سکا۔ موت کے ہاتھ بے وقعت تنکا بن کر بہہ گیا! کہاں تو وہ موسیٰؑ کا خدا، اونچا محل تعمیر کروا کر اس پر چڑھ کر ڈھونڈنے چلا تھا۔ (المومن) (بلاگرز اور گستاخوں کی طرح اسے بھی خدا نظر نہیں آ رہا تھا) اور کہاں سمندر کے پانی کی پہلی لہر نے اسے خدا وہیں دکھا دیا۔ لمحہ بھر میں! اس وقت کلمہ پڑھنے کو تڑپا...... چلایا! میں ایمان لایا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں......اور میں مسلمانوں میں سے ہوں!' (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے! حالانکہ اس سے پہلے تک تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اب تو ہم صرف تیری لاش ہی کو بچا پائیں گے تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنے۔ (یونس: 90 تا 92) اس لاش پر تحقیق کرتا فرانسیسی سرجن تو ایمان لے آیا۔ موریس بکائی۔ بھٹکے بھٹکے مسلمانوں کو ہوش میں لانے، اپنی قیمتی میراث پہچاننے کے لیے کتابیں لکھ گیا۔ لیکن خواہشات نفس کے اسیر، غلامانہ کفر کے شکنجے میں جکڑے مسلمان، ہر جگانے والے کے درپے ہو جاتے ہیں! اب ہمارا اسلام صرف 12 ربیع الاول کو 21 توپوں کی سلامی دینے کو رہ گیا ہے! ضیاء الحق نے اپنا فوجی اظہار عقیدت رائج کیا تھا! آج کا اسلام یہاں سے شروع ہو کر یہیں ختم ہو جاتا ہے۔

جرمنی کے اتباع میں نقاب پر پابندی بلا سبب نہیں۔ جرمنی اس وقت اسلام پر چاند ماری کرنے والوں کا سرخیل قادیانیوں کا مرکز ہے۔ یہ بھی تازہ کر لیجیے کہ مروہ شربینی کو حجاب کی پاداش میں جرمنی ہی کی عدالت میں چھرے مار مار کر شہید کیا تھا۔ دو جانیں لی تھیں۔ کیونکہ وہ حاملہ تھی۔ اس پر کوئی موم بتی نہ جلی۔ بریکنگ نیوز نہ آئی

تھی۔ ملالوی شہ سرخیاں نہ بجی تھیں۔ البتہ اب جرمنی میں مشال خان کے حق میں مظاہرہ اور موم بتیاں دونوں تھیں۔ قبل ازیں گستاخ بلاگرز جنہیں ایسے ہی خدشات کے پیش نظر حفاظتی تحویل میں (بظاہر لاپتہ!) رکھا گیا۔ پھر خاموشی سے پوری حفاظت سے یہ سرمایہ جرمنی منتقل کر دیا گیا! جرمنی ان کی بھی اولین پناہ گاہ بنی۔ پاکستان کی کشتی میں کتنے پتھر بھرنے ہیں؟ ہم اسلام سے جان چھڑانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ امریکہ دن بدن کٹر مذہبی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں فوجوں کے ذریعے قوموں کو بدل ڈالنا۔ ان میں عیسائیت کا فروغ۔ یہ سب Military Religious Foundation کی جانب سے جاری کردہ وڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کس شد و مد سے سرکاری سطح پر امریکی فوج کو تبلیغی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ فوج میں 30 ہزار فوجی تو اس وقت 32 مختلف جگہوں پر مشنری تبلیغی تربیت پا رہے ہیں۔ جو ریگولر فوج کا حصہ ہوں گے۔ وڈیو میں افغانستان میں پورے جوش و جذبے سے انہیں تبلیغ کے لیے نکلنے اور یسوع مسیح کی فوج میں اضافے کے فضائل بتائے جا رہے ہیں۔ ایک پرجوش نوجوان خطیب انہیں پوری سچائی سے ملک کی خدمت، آزادی کی خدمت اور یسوع مسیح کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دے رہا ہے! خدا کی فوج اور صلیبی جنگ کا حوالہ بھی بار بار آ رہا ہے۔ وہ مسیحی جہاد کی بھرپور تیاری میں سب کچھ لگا کھپا رہے ہیں۔ ہم جہاد کو تو خارج از نصاب کر چکے۔ اس کا نام دہشت گردی رکھ چکے۔ جہادی لٹریچر رکھنے والا پکڑا۔ لاپتہ کر دیا جاتا ہے۔ تاہم امریکی فوجیوں کے ہاتھ میں انجیل دیکھی جا سکتی ہے! تصویر وڈیو میں ملاحظہ فرمائیے جس میں امریکی فوجی مرد و زن مسیحی Evangalist، مبلغ، گشت لگانے والے (!) بننے کی تیاری میں ہیں۔ اس کا عنوان ہے۔ 'امریکی افواج کو بطور حکومتی تنخواہ دار (مسیحی) مبلغین استعمال کیا جا رہا ہے۔ وڈیو میں ان عیسائی مبلغین کو شدید مشقت آمیز (مجاہدانہ) تربیت پاتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے! بقول ان کے امریکی نوجوان خالی الذہن آتے ہیں۔ انہیں ہم صلیبی جنگ کے لیے تیار کر رہے ہیں، حضرت یسوع مسیح کے مقاصد آگے بڑھانے کے لیے۔ دو لاکھ کا ہدف ایسے صلیبیوں کا بتایا گیا۔ ہمیں اسلام سے جان چھڑانے، کرسیوں کی آپا دھاپی، سول ملٹری رگڑوں جھگڑوں ہی سے فرصت نہیں! نوجوان طبقہ لکس ایوارڈ (فیشن فلم میوزک ٹی وی ایوارڈز) پر نگاہیں جمائے بیٹھا ہے۔ آتی بڑھتی صلیبی یلغار کی فرصت کہاں! تہذیب و مغرب کے سحر میں گرفتار یونہی گھائل پڑے ہیں!

ماہمہ افسونیِ تہذیبِ غرب
کشتۂ افرنگیاں بے حرب و ضرب

نوٹ پاکستان نرسنگ کونسل نے گزشتہ دنوں دوران ڈیوٹی نرسوں کے نقاب پہننے پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا تھا جو کہ عوامی ردعمل کے خوف سے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے واپس لے لیا گیا ہے۔ تاہم اس سے قبل لکھا گیا یہ کالم قارئین کی آگاہی کے لیے پیش خدمت ہے۔ اس لیے کہ عوام یہ جان سکیں کہ ہمارے حکمران اور ارباب اختیار مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے حصول کے لیے کس طرح ہماری معاشرتی، دینی اور اخلاقی اقدار کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ درحقیقت اسلام کے حوالے سے ہمارے حکمران ایک قدم آگے اور دو قدم پیچھے کا طرزِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ اپنے اقتدار کے تحفظ کے پس منظر میں ہوتا ہے۔

✻✻✻

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 27 سال، قد "5'.3، تعلیم ایم فل، دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ ترجیحاً ڈاکٹر، انجینئر، ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے، ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ لاہور یا لاہور کے گردونواح کے لوگ رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0302-2259158
0300-4161760

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم بی اے، خلع یافتہ (بغیر بچہ) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4703306

☆ گوجرہ (ضلع ٹوبہ) میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹیوں، عمر 26 سال، تعلیم بی ڈی ایس ڈاکٹر، عمر 24 سال، تعلیم ایم ایس سی زوالوجی کے لیے ہم پلہ برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ ذات پات کی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4734919

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق و ناظم مالیات محسن علی قریشی روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوگئے۔

☆ ملتان کینٹ کے نقیب ملک اعجاز حسین کے والد محترم پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

بقیہ: ماہِ صیام

میں اس میں عبادتوں کو انجام دینا تھا اس سے ہم غافل رہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ اس لیے رسمی اور رواجی مزاج کو ختم کرتے ہوئے ایک نئے انداز میں اور مکمل شوق و احترام کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کرنے کی ضرورت ہے کہ جو رمضان کے ختم ہونے تک کمزور نہ ہونے پائے، اس کے لیے مکمل لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے کہ:

☆ عبادات کا اہتمام کیا جائے، فرائض کے ساتھ نماز تراویح مکمل ادا کی جائے، سنتوں اور نوافل کا التزام ہو۔

☆ تلاوتِ قرآن کریم کا پورے اہتمام سے معمول بنایا جائے۔

☆ تسبیحات و ذکر کو بھی نظام العمل میں داخل کیا جائے۔

☆ رمضان میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، پورے خلوص کے ساتھ دعاؤں کا معمول بنایا جائے۔

☆ جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔

☆ گناہوں سے بچنے کا اور نافرمانی والے کام انجام دینے سے بچا جائے۔

☆ استغفار کی کثرت ہو۔

☆ اوقات کو ضائع ہونے سے زیادہ بچایا جائے۔

☆ حسبِ حیثیت صدقہ و خیرات وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔

☆ نبی کریم ﷺ کی سنتوں اور آپ ﷺ کے مبارک طریقوں پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

☆ دینی کتابوں کا مطالعہ اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

(ماہِ رمضان کے فضائل و احکام)

ان تمام چیزوں اور اس کے علاوہ دیگر اور بھی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر پورے ذوق و شوق کے ساتھ رمضان المبارک کا استقبال کیا جائے تو ان شاء اللہ رمضان کی خیر و برکات اور اس کی سعادتوں سے ہر ایمان والے بہرہ ور ہوں گے اور رمضان مسلمانوں کی زندگیوں کو سدھارنے کا ذریعہ بھی بنے گا، جو اللہ کے بندے اس کی قدر کرتے ہوئے گزارتے ہیں وہ رحمت الٰہی سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں اور ان کی زندگیاں انقلاب کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

خطباتِ نبویؐ کی روشنی میں استقبالِ رمضان

پروفیسر عبدالعظیم جانبازؔ (سیالکوٹ)

بہت جلد نیکیوں کا موسمِ بہار ماہِ رمضان المبارک ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے ،اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں والا مہینہ جلوہ گر ہونے والا ہے ،عبادت اور اطاعت کا نورانی ماحول چھانے والا ہے۔رمضان المبارک مہمان بن کر آتا ہے اور اس کا اکرام کرنے والے اور قدر کرنے والے کو انعاماتِ الٰہی سے نواز کر جاتا ہے ،اسی لیے اس مہینہ کی آمد کا انتظار ہر مسلمان کو رہتا ہے،اور جس کی آمد سے ہر ایک کو بے پناہ خوشی و مسرت ہوتی ہے اور ممکن بھر اس کی قدر کرنے کی فکر لاحق ہوتی ہے،اس مہینہ کا انتظار خود نبی کریم ﷺ کو رہتا اور آپؐ رجب کے مہینہ سے اپنی دعاؤں میں اس دعا کا اضافہ فرما لیتے کہ :

((اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان وبلغنا رمضان))(مسند احمد:2257)

’’اے اللہ! ہمارے لیے رجب و شعبان میں برکت عطا فرما اور رمضان کے مہینہ تک ہمیں پہنچا۔‘‘

آپ ﷺ یہ دعا بھی فرماتے تھے:

((اللھم سلمنی لرمضان وسلم رمضان لی و سلمہ لی متقبلا)) (الدعاء للطبرانی،حدیث نمبر:839)

’’اے اللہ! مجھے رمضان کے لیے اور رمضان کو میرے لیے صحیح سالم رکھیے اور رمضان کو میرے لیے سلامتی کے ساتھ قبولیت کا ذریعہ بنا دیجیے۔‘‘

رمضان المبارک کے پیشِ نظر آپ ﷺ شعبان کے مہینہ میں عبادتوں کا اہتمام دیگر مہینوں کے مقابلے میں زیادہ فرماتے اور رمضان المبارک کی تیاری کا عملی نمونہ پیش فرماتے ۔نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی عظمت اور اہمیت ہی کی بنیاد پر اس کی آمد سے پہلے شعبان کے آخری ایام میں حضرات صحابہ کرامؓ کو جمع فرمایا اور ایک عظیم الشان خطبہ دے کر اس کی اہمیت اور عظمت کو اجاگر کیا۔

خطبۂ نبوی ﷺ:

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ :شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا :اے لوگو!تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اس مہینے میں ایک رات ہے (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے ،اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تراویح) کو غیر فرض (یعنی سنت) کیا ،جو شخص اس مبارک مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت کرے گا تو اس کا ثواب دوسرے زمانے کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اور اس مہینے میں فرض نیکی کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا ،یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے،جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی کی جائے۔آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (غریب لوگ اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی کا روزہ افطار کرا دے۔اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے ،درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کر دے گا ،اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا،اور اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں دو چیزیں ایسی ہیں جس کے ذریعہ تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو،اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے،اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو،اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے اس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔‘‘(صحیح ابن خزیمہ 1785؛شعب الایمان للبیہقی(3329)

خطبۂ نبوی ﷺ کی جھلکیاں:

رمضان المبارک کی آمد سے قبل نبی کریم ﷺ نے یہ خطبہ دیا اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ نے درحقیقت صحابہ کرامؓ کو استقبالِ رمضان کا حقیقی تصور پیش کیا اور رمضان المبارک کی نہ صرف اہمیت اور فضیلت بیان کی بلکہ حقیقی استقبال کی فکروں کو بیدار کیا اور رمضان المبارک کے لیے ہمہ تن تیار رہنے اور اس کے لیے اپنے معمولات میں ان تمام چیزوں کو داخل کرنے کی تعلیم دی جس مقصد کے لیے رمضان آتا ہے۔عبادت تو ایک مسلمان سال بھر اپنی بساط کے مطابق کرتا ہے لیکن رمضان المبارک چونکہ خالصتاً عبادتوں کا موسم اور نیکیوں کا سیزن ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبادتوں کے اجر و ثواب میں اضافہ اور زیادتی کی جاتی ہے ،نوافل کو فرض کا ثواب اور فرائض کا ثواب ستر درجہ بڑھا دیا جاتا ہے رمضان المبارک کے استقبال کے لیے اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کرنا اور طاعت میں سرگرداں ہو جانا ضروری ہے۔اسی طرح آپ ﷺ نے استقبالِ رمضان کے موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ کو فرمایا کہ یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے،یعنی بدنی عبادتوں کے لیے تیار ہونے کے ساتھ ساتھ ،ایثار و ہمدردی کے خوابیدہ جذبات کو بھی بیدار کرنے اور انسانوں کی خیر خواہی والی صفات سے بھی آراستہ ہونے کی آپ نے تلقین فرمائی، اس کے لیے آپ ﷺ نے طریقہ بھی صحابہ کرامؓ کے استفسار پر بتا دیا کہ اس عمل کو انجام دینے کے لیے کوئی لمبی چوڑی دعوت ضروری نہیں بلکہ ایک کھجور ،لسی یا پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ کافی ہے لیکن مسلمان کو اس راہ میں نیکیاں کمانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہونا ضروری ہے ،تبھی جا کر وہ رمضان المبارک کی حقیقی قدر کرنے والا شمار ہوگا ،روزہ انسان کی اس سلسلہ میں بہترین تربیت کرتا ہے اور حقیقی روزہ دار ایثار و ہمدردی سے مزین ہوگا اور اس کے دل میں سارے انسانوں کے لیے ہمدردی پیدا ہوگی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ صبر کی تربیت کا ہے کیوں کہ اس میں روزہ کی شکل مسلمان لمبے وقت کے لیے اپنے تقاضوں اور خواہشات کو قربان کرتا ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے حلال و جائز

چیزوں کو بھی ترک کر دیتا ہے اس کے ذریعہ آپ ﷺ نے برداشت وتحمل کے مزاج کو حاصل کرنے کی تعلیم دی کہ جس کے بغیر اس عظیم عبادت کی انجام دہی دشوار ہو جاتی ہے۔ اس خطبہ کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے نہایت اہم چیز کی طرف توجہ دلائی اور رمضان المبارک میں اس کے حصول کو ضروری قرار دیا اور یہ سکھایا کہ رمضان المبارک کے بابرکت اوقات اور قیمتی لمحات کو ان چیزوں کی طلب اور دعا میں میں گزارنا چاہیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس ماہِ مبارک میں دو چیزیں ایسی ہیں کہ اس کی ضرورت سے کوئی بندہ مستغنی نہیں، ہر ایک اس کا حاجت مند اور طلبگار ہے۔ ان میں سے ایک جنت کی طلب اور جہنم سے پناہ کی دعائیں اور التجائیں ہیں۔ رمضان کے مبارک ماحول میں اس فکر میں رہنا ضروری ہے کہ کسی طرح رمضان انسان کو جنت تک پہنچادے اور جہنم سے محفوظ کردے، اس کو خداوند قدوس سے مانگنا اور حاصل کرنا ہے، اگر اس مبارک مہینہ میں بھی انسان کے لیے جنت کا فیصلہ نہ ہوا اور جہنم سے نجات کا اعلان نہ ہو تو بلاشبہ وہ سب سے بڑا شقی القسمت اور بدنصیب ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کو انسانوں کی مغفرت کا مہینہ قرار دیا اور اس انسان کو بدنصیب فرمایا جو رمضان تو پائے اور اپنی مغفرت نہ کروا سکے۔ اسی لیے آپ ؐ نے رمضان کے آنے سے پہلے اس اہم ترین سعادت کے حصول کے لیے تیار ہو جانے کی ترغیب دلائی اور اس کے ساتھ آپ ؐ نے رمضان کے مبارک لیل ونہار کو فضول گپ شپ، لایعنی مشاغل، تضیع اوقات کے بجائے کارآمد بنانے کا نسخہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مہینہ میں کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرنی چاہیے اور اپنی زبان کو غیرضروری باتوں سے بچاتے ہوئے ذکر اللہ کی کثرت میں تر رکھنے کا حکم دیا۔ اس خطبہ میں آپ ﷺ نے رمضان کی حقیقت بھی بیان کردی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تقسیم کے انداز سے بھی آگاہ کردیا کہ اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمتوں کا ہے انسان کو رحمت الٰہی کے حصول میں منہمک رہنا چاہیے۔ دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے۔ اس میں مغفرت اور بخشش کی دعاؤں کا التزام رکھنا چاہیے۔ اس کا آخری عشرہ جہنم کی آگ سے خلاصی اور چھٹکارہ پانے کا ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کو پیشِ نظر رکھ کر عبادتوں کی تیاری کرنے اور اپنے ذہن ودل کو تیار کرنے کے لیے آپ ﷺ نے یہ نہایت بلیغ اور عظیم خطاب فرما کر صحابہ کرامؓ کو اس جانب متوجہ کیا۔

استقبالِ رمضان اور اعمال کی فکر:

نبی کریم ﷺ نے اور بھی بعض خطبات آمدِ رمضان سے قبل دیئے جس میں آپ ﷺ نے مختلف انداز میں رمضان المبارک کی عظمت کو بیان کیا اور اس کی قدر کی بھرپور رغبت دلائی۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آرہا ہے پس تم اس کے لیے تیاری کرو اور اپنی نیتوں کو صحیح کرو اور اس کا احترام اور تعظیم کرو، اس لیے کہ اس مہینہ کا احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم احترام والی چیزوں میں سے ہے، لہٰذا اس کی بے حرمتی مت کرو، اس لیے کہ اس مہینہ میں نیکیوں اور برائیوں دونوں (جزاء وسزا) میں اضافہ کردیا جاتا ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے احترام رمضان کی شدید ضرورت کو بیان کیا، ہمارے ذہنوں میں یہ بات تو ہے کہ اس میں نیکیوں کا اجر وثواب بڑھادیا جاتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس عظیم مہینہ میں اگر نافرمانی کی جائے اور شریعت کی تعلیمات کی مخالفت کی جائے تو سزا میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے انسانوں کو اپنے اعمال کی فکر میں رہنے اور بے احترامی والے کاموں سے احتراز کرنے کی تاکید کی۔

اہتمامِ رمضان اور اکابرین:

رمضان المبارک کا استقبال اور اس کی آمد سے قبل اس کی حقیقی تیاریوں کا اہتمام بزرگانِ دین اور علماء کرام میں خاص طور پر پایا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے جس انداز میں صحابہ کرامؓ کے ذوق اور جذبات کو پروان چڑھایا اس کے اثرات امت میں پے درپے منتقل ہوتے گئے اور امت کے صلحاء اور اتقیاء نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس مبارک مہینہ کی قدر کر کے ایک عملی نمونہ انسانوں کو دیا، آمدِ رمضان سے پہلے ہی وہ اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر اپنے اوقات کو فارغ کر لیتے تا کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں گزرے اور پورے شوق وانہماک کے ساتھ اعمال کو انجام دیا جاسکے۔ شیخ الحدیث اور صلحاء کے ہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن ورات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقاتیں بھی ذرا گوارا نہ تھیں، بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر حاضر خدمت ہوجایا کریں۔ ان کی خاص حالت ہوتی تھی کہ دن رات عبادت خداوندی کے سوا کوئی کام ہی نہ ہوتا، دن کو لیٹتے اور آرام فرماتے لیکن رات کا اکثر حصہ بلکہ تمام رات قرآن مجید سننے میں گزار دیتے۔ ماضی قریب کے اکثر بزرگانِ دین اور اکابرین کی رمضان المبارک میں یہی کیفیت ہوتی وہ مکمل طور پر خود کو فارغ کر لیتے اور دل وجان سے عبادات وطاعت میں مشغول ہوجاتے۔ اس طرح ان حضرات نے رمضان المبارک کی قدر کی اور نیکیوں سے دامن کو بھرا اور انعامات الٰہی کے حق دار بن کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

استقبالِ رمضان اور نظام الاوقات:

استقبالِ رمضان صرف یہی نہیں ہے کہ چند جلسے سن لیے اور کچھ بیانات میں شرکت ہوگئی بلکہ رمضان المبارک کا حقیقی استقبال یہ ہے کہ اس آنے والے مبارک مہینہ کے لیے اپنے روز کے نظام العمل میں کچھ تبدیلی لائیں، مصروفیات اور مشغولیات سے فراغت کا نظم بنائیں، کیونکہ کہ دنیا میں کوئی کام بغیر نظام العمل کے بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا تو عبادات کا نظام بغیر نظم وضبط کے کیسے قابو میں آسکتا ہے؟ اس لیے اس کے لیے ہر مسلمان کو رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی اپنے معمولات کا ایک جائزہ لینا ضروری ہے اور لایعنی وفضول کاموں سے اجتناب کرتے ہوئے رمضان لمبارک کا نظام العمل ترتیب دینا چاہیے تاکہ سلیقہ وسہولت کے ساتھ وقت کی رعایت وپابندی کے ساتھ رمضان المبارک کو گزارا جائے اور عبادتیں انجام دی جائیں۔ علماء کرام فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا استقبال اور اس کی تیاری یہ ہے کہ انسان پہلے یہ سوچے کہ میں اپنے روزمرہ کے کاموں مثلاً تجارت، ملازمت، زراعت وغیرہ میں سے کن کن کاموں کو مؤخر کرسکتا ہوں، ان کو مؤخر کردے اور پھر ان کاموں سے جو وقت فارغ ہو اس کو عبادت میں صرف کرے۔

ہماری ذمہ داری:

رمضان لمبارک کی قدر ومنزلت اور اس کے استقبال سے متعلق یہ چند باتیں ذکر کی گئیں ہیں۔ اصل میں ہمیں اس بارے میں فکرمند ہونا چاہیئے کہ آج کل جس طرح ہم رواجی انداز میں رمضان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن رمضان کے چند دن گزرنے بھی نہیں پاتے کہ بے احترامی اور ناقدری کا معاملہ شروع ہوجاتا ہے۔ ابتدا میں مسجدیں بھریں ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ بعض اوقات تنگ دامنی کا شکوہ کرتی ہیں مگر جوں ہی کچھ دن گزر پاتے ہیں کہ تعداد میں کمی اور شوق وذوق میں انحطاط شروع ہوجاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے رمضان کی حقیقی قدر نہیں جانی اور جس انداز (باقی صفحہ 13 پر)

علاقائی اجتماع حلقہ لاہور

مرتضیٰ احمد اعوان

29-30 اپریل 2017ء کو مرکز دارالاسلام چوہنگ میں حلقہ لاہور شرقی وغربی کا علاقائی اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز 29 اپریل بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر ہوا۔

افتتاحی کلمات......امیر محترم

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے افتتاحی کلمات میں تمام رفقاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ ہمارا یہاں آنا اللہ کی توفیق سے ممکن ہوا ہے۔ اس وقت پورے گلوب پر ابلیسی قوتوں کا قبضہ ہے، لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا زیادہ وقت دین کے کام میں صرف کریں، کیونکہ اس دجالی دور میں وقت ضائع کرنے کے آلات بہت زیادہ ہیں۔ اس سے پہلے چار علاقائی اجتماع ہم اللہ کے فضل سے منعقد کر چکے ہیں اور یہ آخری اجتماع ہے۔ ان اجتماعات کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دنیا کی بجائے آخرت کے لیے سامان جمع کرنا چاہیے۔

عمومی ہدایات......ناظم اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے امیر قرۃ العین نے رفقاء کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ اس اجتماع میں ہم سب میزبان بھی اور مہمان بھی۔ تمام رفقاء اس اجتماع میں خیر کا پہلو تلاش کریں اس سے آپ سب کو بہت فائدہ ہوگا۔ اجتماع میں بہتری کے لیے نظم وضبط کا مظاہرہ کریں۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے کا اہتمام کریں۔

اہل جنت کے اوصاف......ڈاکٹر عارف رشید

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر عارف رشید نے سورۃ التوبہ، سورۃ المومنون اور سورۃ الشوریٰ کی آیات کی روشنی میں اہل جنت کے اوصاف بیان کیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا ایک امتحانی وقفہ ہے، اصل زندگی آخرت کی ہے۔ انسان کی سیرت وکردار پر سب سے مؤثر ایمان بالآخرت ہے۔ اہل جنت توبہ کرتے ہیں، اللہ کی بندگی کرتے ہیں، اللہ کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں، لغو کاموں سے بچتے ہیں، دنیا سے دل نہیں لگاتے، صرف اور صرف اللہ پر بھروسا کرتے ہیں اور صبر کرتے ہیں۔ جنت بہت آسانی سے ملنے والی شے نہیں بلکہ اس کے لیے دنیا میں آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اور شیطان اور نفس کی خواہشات کے خلاف لڑنا پڑتا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ......شکیل احمد

نماز مغرب کے بعد تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت شکیل احمد نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر مطالعہ حدیث پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم میں اللہ نے سولہ مرتبہ انفاق کا حکم دیا ہے۔ شیطان انسان کو خوف دلاتا ہے کہ خرچ کرنے سے مال میں کمی ہو جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ ایسے خرچ کرنے والوں کو مزید عطا کرتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا انسان شیطان اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمیں انفاق ضرور کرنا چاہیے، ہمارا کوئی مہینہ انفاق کے بغیر نہیں گزرنا چاہیے۔

دعوت کی اہمیت اور آدابِ دعوت......حافظ عاطف وحید

انجمن خدام القرآن (شعبہ تحقیق اسلامی) کے انچارج حافظ عاطف وحید نے ''دعوت کی اہمیت اور آدابِ دعوت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دعوتِ دین کا کام بڑی عظمت والا کام ہے اور مسلمانوں سے بالعموم اہل علم سے بالخصوص اس کا تقاضا ہے۔ یہ امتِ مسلمہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم یہ کام کریں گے تو خیر امت کہلائیں گے۔ آج کے دور میں اس کام کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہر طرف کفر، شرک اور ضلالت پھیلی ہوئی ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ لوگ اس ذمہ داری کو سمجھیں اور اس کو ادا کریں۔ اس کے لیے اہل لوگوں کا اٹھنا بہت ضروری ہے۔ دعوت کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دعوت دیتے وقت حکمت کو پیش نظر رکھیں۔ جو بات بھی کریں عمدہ طریقے سے کریں اور ترتیب اور تدریج کو پیش نظر رکھیں۔ دعوت میں دوام اور تسلسل ہو اگر کوئی مشکل پیش آئے تو صبر اور استقامت کا مظاہرہ کریں۔

رات 8 بجے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ''متاع الغرور'' کے موضوع پر ویڈیو خطاب پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ پھر عشاء کی نماز کا وقفہ ہوا۔

معاملات......محسن محمود

نماز عشاء کے بعد حلقہ لاہور غربی کے ناظم تربیت محسن محمود نے ''معاملات۔ ثلاثۃ دیوان'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کرواتے ہوئے کہا کہ ہماری پوری زندگی معاملات میں جکڑی ہوئی ہے۔ باقی تمام گناہ توبہ سے معاف ہو جائیں گے، لیکن حقوق العباد والے گناہ معاف نہیں ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے آدمی کو سب سے بڑا مفلس کہا ہے۔

تلاوت قرآن حکیم......محمود حماد

دوسرے دن 30 اپریل بروز اتوار نمازِ فجر کے بعد ناظم دعوت حلقہ لاہور غربی محمود حماد نے ''تلاوتِ قرآن حکیم اور اذکارِ مسنونہ'' کے موضوع پر مطالعہ حدیث پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ تلاوت قرآن سے دل کی بیماریوں (حسد، کینہ، بغض وغیرہ) کا علاج ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ روزانہ قرآن کی ایک منزل تلاوت کرتے تھے۔ ہمیں کم سے کم روزانہ ایک پارہ تلاوت کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہمیں مسنون اذکار کا بھی معمول بنانا چاہیے، خاص طور پر فجر کی نماز کے بعد اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ فجر کے بعد کثرت سے اذکار کرتے تھے۔

تصورِ برکت اور ہم......عبدالمہیمن ہادی

حلقہ لاہور غربی کی تنظیم ماڈل ٹاؤن کے ناظم دعوت عبدالمہیمن ہادی نے ''تصورِ برکت اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی لغت میں برکت کا لفظ نہیں ہے۔ برکت میں نشوونما کے تمام پہلو ہوتے ہیں۔ اصل برکت والی ہستی اللہ رب العالمین کی ذات ہے۔ ہر وہ شے مبارک ہے جس میں اللہ برکت دے۔ وہ چیز جس میں اللہ کی رضا نہ ہو وہ برکت والی نہیں ہے۔ اسلام کا تصور برکت مغرب کے تصورِ مادیت کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔ برکت سے مراد کثرت نہیں ہوتی بلکہ برکت کی وجہ سے کثرت ہوتی ہے۔ مال کی برکت یہ ہے کہ اسے انسان بھلائیوں اور دین کے کاموں میں خرچ کرے، اولاد میں برکت یہ ہے کہ اولاد نیک اور صالح ہو، اعمال میں برکت یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکامات اور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ ہمیں اپنے رزق، اولاد اور مال میں برکت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ گناہوں سے برکت ختم ہوتی ہے جبکہ توبہ واستغفار اور نیک اعمال سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

تصورِ خلافت اور نوید خلافت......انجینئر مختار حسین فاروقی

قرآن اکیڈمی جھنگ کے صدر مختار حسین فاروقی نے ''تصورِ خلافت اور نوید خلافت'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا ایک نظام ہے وہ اس کو چلا رہا ہے لیکن اس نے ہر ایک کو مختلف ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے اور اللہ نے اسے اپنا عدل وقسط کا نظام دیا ہے کہ وہ اس نظام کو زمین پر نافذ کرے، یہ خلافت کا نظام ہے۔ اسلام نے خلافت کا نظام دیا، محمد رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل کر کے دکھایا، صحابہ کرامؓ نے اسی طرز پر

خلافتِ راشدہ کا نظام قائم کیا۔ خلافتِ راشدہ کا نظام انسانی فطرت میں موجود ہے۔ آج ہمیں یہ تصورِ خلافت دنیا میں نافذ و قائم کرکے دکھانا ہوگا۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خلافت کی نوید سنائی ہے۔ آج مغرب اس خلافت کے نظام کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں ہے کہ پوری دنیا میں میرا اقتدار پہنچ کر رہے گا۔ قربِ قیامت سے پہلے یہ دور آنے والا ہے۔ ان شاء اللہ!

محبت فاتحِ عالم......محمد رشید ارشد

قرآن اکیڈمی لاہور (رجوع الی القرآن کورس) کے استاد محمد رشید ارشد نے ''محبت فاتحِ عالم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ انسان کی شخصیت کے تین پہلو ہیں: فکر، عمل اور مزاج۔ ان میں بھی سب سے گہرا پہلو مزاج ہے، جس کا بنیادی کام محبت و نفرت ہوتا ہے۔ جس چیز کے ساتھ محبت ہوگی یا نفرت ہوگی، اصل میں انسان کی شخصیت وہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کے اندر بنیادی شے آپ کی رحمت و رافت تھی۔ مومن الفت کا پیکر ہے۔ آج ہم اپنے محبوبِ حقیقی اللہ کو بھول چکے ہیں، جس کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔ ہم تنظیم میں شامل ہیں۔ ہمیں اپنی محبت صرف تنظیم کے رفقاء تک محدود نہیں رکھنی چاہیے۔ بلکہ ہماری محبت عام ہونی چاہیے۔ جو بھی اللہ کا بندہ ہے آپ اس سے محبت کریں۔ تنظیم میں جو امراء ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے رفقاء پر سختی نہیں بلکہ نرمی کریں۔

تربیتِ اہلِ خانہ......اعجاز لطیف

مرکزی ناظم بیت المال اور اس اجتماع کے میزبان اعجاز لطیف نے ''تربیتِ اہلِ خانہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گھر والوں کی تربیت ہماری ذمہ داری ہے، ان کے حوالے سے ہم اللہ کے ہاں جوابدہ ہیں۔ ہم دنیوی حوالے سے گھر والوں کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں حالانکہ اس کے ساتھ فلاحِ اُخروی کے لیے بھی ہمیں اپنے گھر والوں پر محنت کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنی اولاد کی اخلاقی، معاشرتی، جسمانی اور جنسی تربیت پر خصوصی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

تذکرۃ الموت......جمیل الرحمان عباسی

مرکزی شعبہ دعوت کے معاون جمیل الرحمان عباسی نے ''تذکرۃ الموت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن و احادیث میں جابجا موت کا تذکرہ آیا ہے۔ موت کو یاد کرنے سے انسان دنیا کی محبت سے بچتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے، دنیا میں اس کی تنگی دور ہوتی ہے اور اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ قبروں کی زیارت کرنے سے بھی موت کی یاددہانی ہوتی ہے۔ موت کو یاد کرنے سے آخرت پر یقین پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں ہر وقت موت کو یاد کرنا چاہیے۔

کلمہ طیبہ کا مفہوم اور تقاضے......خالد محمود عباسی

نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی نے ''کلمہ طیبہ کا مفہوم اور تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کلمہ طیبہ کے دو پہلو ہیں ایک اعتقادی اور دوسرا عملی۔ اعتقادی پہلو میں سب سے اہم شے توحید ہے یعنی اللہ پر یقین، اللہ کا خوف، اور اصل اطاعت اللہ ہی کی کی جائے۔ آج کے دجالی دور میں ہر طرف باطل کا قبضہ ہے، اور باطل نظام کے ہوتے ہوئے ہم بعض برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا اس وقت سب سے اہم جدوجہد اس باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ہے۔ یعنی اقامتِ دین کی جدوجہد کی جائے۔ یہ ہماری نجات کا بھی ذریعہ ہے۔ اس جدوجہد میں ہمارے لیے اسوہ نبی اکرم ﷺ کی مبارک سیرت ہے۔ جس کے مطابق ہمیں عمل کرنا ہوگا۔

انقلاب کا نبوی طریقہ......شجاع الدین شیخ

مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے معاون شجاع الدین شیخ نے ''انقلاب کا نبوی طریقہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخِ انسانی کا سب سے بڑا اور ہمہ گیر انقلاب محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا کیا۔ ہمارے کرنے کا کام بھی یہی ہے۔ اس وقت سب سے بڑا منکر باطل نظام ہے اور سب سے بڑا معروف یہ ہے کہ اللہ کا نظام قائم کیا جائے۔ انقلاب کے چھ مراحل آپ سب کو یاد ہوں گے۔ ہمیں اس وقت قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنانا ہوگا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انقلابی جماعت کی تیاری میں قرآن ہی کو بنیاد بنایا تھا۔

اخلاقیات......شیر افگن

نمازِ ظہر کے بعد حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم کینٹ کے ناظم تربیت شیر افگن نے اخلاقیات پر مطالعہ حدیث پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ میں کوئی اخلاقی برائی ہوگی تو اس سے ہمارے کردار کے بارے میں لوگ غلط تاثر لیں گے، جس سے دین کا نقصان ہوگا۔ اس کا دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ ہم میں باہمی الفت پیدا نہیں ہوگی جس سے تنظیم کا نقصان ہوگا۔

اس کے بعد نمازِ ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا اور پھر 3 بجے سہ پہر دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا۔

نظم کی اہمیت......ڈاکٹر عبدالسمیع

نائب ناظم اعلیٰ حلقہ پنجاب وسطی ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''نظم کی اہمیت'' بیان کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی دینی جماعت کا امیر کے بغیر وجود نہیں ہے۔ جب انسان کوئی دین کا کام کرتا ہے تو اس کے اندر شیطانی خیالات آنے لگتے ہیں، لہٰذا ایسے خیالات جب بھی آئیں تو تعوذ کا اہتمام کریں۔ جماعت کے اندر جب تنازع فی الامر کا معاملہ ہو تو امیر کے فیصلہ کرنے تک آپ بحث و تمحیص کر سکتے ہیں لیکن جب امیر فیصلہ کر لے تو اس کے بعد کا تنازع نجویٰ کو جنم دیتا ہے، جس کی مذمت قرآن میں آئی ہے۔ ہم اگر نرم دل اور نرم مزاج ہوں گے تو ساتھی ہمارے ساتھ جڑے رہیں گے، ورنہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

فتنہ دجال اور ہم......اویس پاشا قرنی

مرکزی معاون شعبہ تعلیم و تربیت مفتی اویس پاشا قرنی نے ''فتنہ دجال اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کے دور کو دجالیت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور ہمیں اس دجالی ماحول سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دجال کے ظہور کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، ہمارا اس پر ایمان ہے۔ بندہ مومن سے پہلی روش میں یہی مطلوب ہے کہ وہ فتنے کے معاملے میں حساس ہو۔ ہمیں فتنے سے محفوظ رہنے کے لیے عقل کا سہارا لینے کی بجائے اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے بعض وظائف و اوراد بھی تجویز فرمائے ہیں جن کا ہمیں اہتمام کرنا چاہیے۔

اختتامی خطاب......امیر محترم

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے اپنے اختتامی خطاب میں کہا کہ اللہ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم یہ اجتماع منعقد کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس پر آپ سب رفقاء سے التماس ہے کہ دو رکعت نفل شکرانہ ادا کریں۔ اس اجتماع کے منتظمین سب سے زیادہ شکریے کے مستحق ہیں۔ اللہ ان کو اس پر اجر عطا فرمائے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے نبوی منہاج کے چھ مراحل بیان کیے تھے اور ان کو مزید مختصر کرتے ہوئے، انہوں نے ان مراحل کو دو میں تقسیم کیا تھا۔ یعنی ایک صبر محض اور دوسرا اقدام۔ ہم اس وقت پہلے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ اس مرحلے میں ہم نے تین کام کرنے ہیں: دعوت، تزکیہ اور نظم کی پابندی۔ دعوت کے لیے کوئی صاحب علم یا عالم بننا ضروری نہیں ہے بلکہ ہم میں سے ہر ایک دعوت کا کام کر سکتا ہے۔ جس طرح صحابہ کرامؓ نے مکی دور میں کیا تھا۔ لیکن آپ نے یہ کام پوری یکسوئی اور پابندی کے ساتھ کرنا ہے اور جس کو دعوت دیں، اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا، جس طرح ہمارے تبلیغی بھائی کرتے ہیں۔ تزکیہ کے لیے آپ اپنے نفس کے خلاف جہاد کریں۔ آج کل جو برائی کے داعیات ہیں ان سے بچیں اور اللہ سے مضبوط تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح نظم کی پابندی کے لیے ضروری ہے کہ آپ دنیا کے تمام کاموں پر تنظیم کے کاموں کو ترجیح دیں۔ اگر ہم یہ تین کام کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ! کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

آخر میں امیر محترم نے دعا کرائی اور نمازِ عصر کے ساتھ ہی اجتماع کا اختتام اللہ کے فضل سے بخیر و خوبی مکمل ہوا۔

Mus'ab Bin Umair *(RA)*

Written by: **Ms. Ayesha Khawaja**

I've scarcely ever read the story of the legendary Mus'ab Bin Umair *(RA)* without getting choked up by the remarkable sacrifices that this dynamic young man made for Allah the Almighty *(SWT)* and his Prophet *(SAAW)*. Hadhrat Mus'ab bin Umair *(RA)*, the most handsome and the most charming young man in all of Makkah was born with a silver spoon in his mouth, and spoilt to such an extent that his clothes were tailored in Yemen. When he walked the streets, he left a heavy trail of the scent of musk. Liked and admired by all, he was so to speak the jewel of the society.

ENTERING THE FOLD OF ISLAM

One fateful day, his curiosity aroused by tales of the advent of a Prophet *(SAAW)*, he made his way secretly up a mountain to the house of Arqam in the quest for Truth. No sooner had he heard the noble ayaat of the Divine Speech that his life changed forever. He knew instantly that this was something unique, unlike anything he had ever heard before. He was so deeply moved that the Messenger *(SAAW)* had to place his blessed hand on his chest to calm the beating frenzy of his devoted heart.

UNDER HOUSE ARREST

Mus'ab *(RA)* was an orphan, but fearing the chagrin of his strong -willed mother, he decided not to disclose his Eaman for a while. But he was seen frequenting Dar e Arqam and news of his conversion soon reached his imperious matron. She was so infuriated that she shackled and imprisoned him in the house till the time he reverted back to the religion of his forefathers. But this mountain of Faith would not budge and kept professing his love for Allah *(SWT)*. The Originator of the heavens and the Earth *(SWT)* eventually made it possible for him to dodge his captors and make hijrah twice to Abyssinnia.

FOREGOING RICHES

After his return, his mother threatened to keep him in captivity once again but this time, he was determined not to be housebound. So she ordered him to leave the house, declaring coldly that she could no longer bear to be called his mother. Mus'ab *(RA)* tried to gently bring her mother round to see the beauty of his new religion but she was adamant. As he proceeded to walk out and bade farewell to the luxurious life style he had known, his uncle sternly reprimanded him and dryly asked him to take off the clothes he was wearing, bought by his dead father's money. Without a moment's hesitation, Mus'ab *(RA)* discarded the garments and every single thing he owned in the world to be with the man he loved most in the world, his Prophet *(SAAW)*.

LOVE FOR THE BELOVED

He appeared thus before the beloved of Allah and the companions lowered their gaze, shedding silent tears to see the most well dressed , striking youth of the city in tatters that were barely covering his awrah. On another occasion the Prophet *(SAAW)* saw Mus'ab bin Umair *(RA)* in coarse, worn out clothes and remarked,', "I saw Mus'ab *(RA)* here, and there was no youth in Makkah more petted by his parents than he. Then he abandoned all that for the love of Allah and His Prophet!" Allah u Akbar, what a fine young man and how invigorating his story!

PROPHET'S FIRST ENVOY

Seeing his precocious sagacity and spectacular eloquence, the Messenger of Allah *(SAAW)* chose this promising, budding young man as his envoy to Madinah to pave the way for the momentous Hijrah. At the time, Mus'ab the Muqri [teacher of Quran] arrived in the Prophet's city, there were only twelve Muslims but with special Divine Grace, his endearing mannerisms and gifted charismatic personality, seventy new converts met the Prophet *(SAAW)* on the occasion of the next pilgrimage.

MUQRI

Mus'ab al Khayr [Mus'ab the Good] as he was nicknamed proved more than equal to the task entrusted to him by the Prophet *(SAAW)* and continued to preach with a wisdom far surpassing his years. He was barely out of the teens, but prominent among those who melted with his recitation of the Majestic Quran were two heads

of clans Saad bin Muaz and Usaid Ibn Hudair and Saad bin Ubaida. When people heard of their acceptance of Islam, they entered in flocks in the folds of the *Deen* of Allah the Exalted *(SWT)*. Just compare this vivacious teenager with any boy you see on the university campus today. Most of us have never even brought a single individual to the Truth in an entire lifetime.

HIGH STATIONS OF PARADISE

Now for the final moments of the dashing, iconic youth who changed the course of events and the destiny of a people by Divine succor. When the battle at Uhud was at its fiercest and the enemy was advancing towards the Messeger of Allah *(SAAW)*, Mus'ab *(RA)* stood in their path like an army. He fought left and right like a wounded tiger, barring their way to the Prophet *(SAAW)*. Then came the last unforgettable, heart wrenching scene of Mus'ab the Great as described by a witness: "Mus'ab Ibn 'Umair carried the standard on the Day of Uhud. When the Muslims were scattered, he stood fast until he met Ibn Qumaah who struck him on his right hand and cut it off, but Mus'ab said, "and Muhammad *(SAAW)* is but a Messenger. Messengers have passed away before him" (*Al-Quran, 3:144*). He carried the flag of Islam now with the left hand. The left hand was severed and he held the banner with his stubs close to his chest, all the while saying, "And Muhammad *(SAAW)* is but a Messenger. Messengers have passed away before him". At this moment, a spear went through his body and the cream of martyrdom fell, attaining the highest station of Paradise before his face touched the ground.

HONOR BESTOWED BY ALLAH *(SWT)*

It is said [and Allah knows best] that this verse that Mus'ab kept uttering with his last valiant breaths was revealed after he had spoken it to honor Mus'ab the Muqri, the ambassador of the Prophet (SAAW), the pride of Muslims through the ages. Khabbaab Ibn Al-Arat narrated: "We emigrated with the Prophet *(SAAW)* for Allah's cause, so our reward became due with Allah. Some of us passed away without enjoying anything in this life of this reward, and one of them was Mus'ab Ibn 'Umair, who was martyred on the Day of Uhud. He did not leave behind anything except a sheet of shredded woollen cloth. If we covered his head with it, his feet were uncovered, and if we covered his feet with it, his head was uncovered. The Prophet *(SAAW)* said to us, "Cover his head with it and put lemon grass over his feet."

FONDNESS OF THE MESSENGER *(SAAW)* FOR MUS'AB

The beloved Prophet *(SAAW)* stood by the body of Mus'ab Ibn 'Umair saying, while his eyes were flowing with tears, love and admiration, "Among the believers are men who have been true to their covenant with Allah" (*Al-Quran, 33:23*).

Then he cast a despondent glance at the garment in which he was shrouded and said, "I saw you at Makkah, and there was not a more precious jewel, nor more distinguished one than you, and here you are bare-headed in one garment!" Then the Prophet *(SAAW)* directed his blessed gaze towards all the martyrs in the battlefield and said, "The Prophet of Allah witnesses that you are martyrs to Allah on the Day of Resurrection.'

SUPPLICATION

O Allah may our sons live and die as Mus'ab bin Umair. We salute you O Mus'ab, may Allah be pleased with you and may we follow in your footsteps and strive in Allah's way with every ounce of our energy, *Aameen!*

تازہ شمارہ
اپریل تا جون 2017ء
دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حِکَمِ قرآنی کا ترجمان
سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور
بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ـــ ڈاکٹر اسرار احمد
اس شمارے میں
قرآن اور اقبال ـــــ محمد رشید ارشد
مِلاکُ التأویل (۹) ـــــ ابو جعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
ترجمۂ قرآن مجید، مع صرفی و نحوی تشریح ـــــ افاداتِ حافظ احمد یار
اسلام میں عورت کا مقام
اور میاں بیوی کے معاملات ـــــ پروفیسر حافظ قاسم رضوان
ائمہ اربعہ کی تقلید، قرآن و حدیث کی اتباع ہی ہے ـــــ ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے
☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 240 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
XTRA CALCIUM 1000 mg
MULTICAL-1000
10 Sachets
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low calaroies sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion